قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 28۔اپریل 2020ء 4رمضان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 102

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ ھَاجَرُوْا وَ جٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

(التوبۃ:20)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

سحری میں برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(بخاری ، کتاب الصوم، بَابُ بَرَکَۃِ السَّحُوْرِ مِنْ غَیْرِ اِیْجَابٍ، روایت نمبر1923)

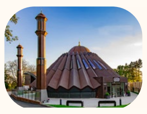

فرمان خلیفہ وقت

ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’پاکستانی احمدیوں کو جو وہاں رہنے والے ہیں اپنے لئے خاص دعا کرنی چاہئے۔ پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دعاؤں میں جو ایک جوش ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اس لئے اس طرف توجہ دیں۔ جہاں تک دعاؤں کے علاوہ کسی کوشش کا سوال ہے ہم نے نہ تو پہلے قانون ہاتھ میں لیا اور بدلے لئے اور نہ آئندہ لیں گے لیکن دعا کا ہتھیار ہے جو ہم ہمیشہ استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کی جماعت کو ختم کرنے کی جو منصوبہ بندیاں ہیں ان سے بچاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انشاءاللہ آئندہ بھی بچائے گا۔ نہ صرف بچائے گا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت ترقی کی منازل کی طرف بھی پہلے سے زیادہ قدم بڑھائے گی۔ اسی طرح الجزائر میں بھی جماعت کے خلاف ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کارروائی ہو رہی ہے لیکن اِکّا دُکّا کے علاوہ تمام احمدی مضبوطی سے اپنے ایمان پر قائم ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ ایک نے یہ بھی لکھا کہ آپ کہتے ہیں نئی جماعت ہے۔ ٹھیک ہے ہم نئی جماعت ہیں۔ گزشتہ دس سال سے قائم ہوئی جماعت ہے لیکن ہماری قربانیاں دینے کی جو تاریخ ہے وہ بہت پرانی ہے اس لئے جب ہم پہلے قربانیاں دیتے رہے ہیں تو اب جبکہ ہم نے حق پا لیا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم قربانیاں نہ دیں۔...یہ دنیادار حکومتیں اور طاقتیں اُس کے سامنے ایک حقیر چیونٹی کے برابر بھی نہیں ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30جون2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

گورنمنٹ انگلشیہ میں مذہبی آزادی

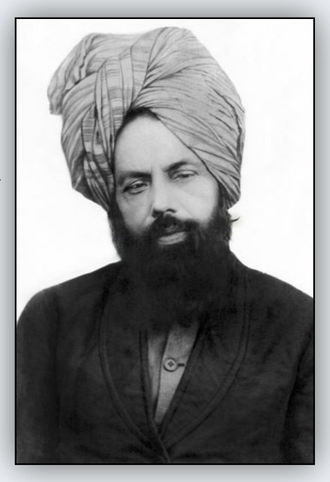

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’گورنمنٹ نے کہیں منادات نہیں کی کہ کوئی باآواز بلند بانگ نہ دے یا روزہ نہ رکھے۔ بلکہ انہوں نے ہر قسم کی تغذیہ کے سامان مہیا کئے ہیں۔ جس کا سکھّوں کے...زمانہ میں نام ونشان تک نہ تھا۔ برف، سوڈاواٹر اور بسکٹ ڈبل روٹی وغیرہ ہر قسم کی غذائیں بہم پہنچائیں اور ہر قسم کی سہولت دی ہے۔ یہ ایک ضمنی امداد ہے جو ان لوگوں سے ہمارے شعائرِ اسلام کو پہنچی ہے۔ اب اگر کوئی خود روزہ نہ رکھے تو یہ اور بات ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ مسلمان خود شریعت کی توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو۔ جنہوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں، وہ کچھ دُبلے نہیں ہو گئے اور جنہوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گزارہ ہے، وہ کچھ موٹے نہیں ہو گئے۔ اُن کا بھی وقت گزر گیا۔ ان کا بھی زمانہ گزر گیا۔ جاڑے کے روزے تھے۔ صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی۔ سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھالی۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائرِ اللہ کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اس واجب التکریم مہمان ماہِ رمضان کو بڑی حقارت سے دیکھا۔ اس قدر آسانی کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا اور مطیع وعاصی میں فرق کرنے کے لئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے ۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آسانی تھی۔ سلطنت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے۔ طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں۔ کوئی آسائش آرام کا سامان نہیں، جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو ۔ بایں ہمہ جو پرواہ نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دِلوں میں خدا پر ایمان نہیں رہا۔ افسوس خدا کا ایک ادنیٰ بھنگی کے برابر بھی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ گویا یہ خیال ہے کہ خدا سے کبھی واسطہ ہی نہ ہو گا اور نہ اس سے کبھی پالا پڑے گا اور اُس کی عدالت کے سامنے جانا ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص 316)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) رمضان کا مہینہ مبارک اور دعاؤں کا مہینہ ہے
- وبا کا دشتِ پُرخار اور مومنین کا کردار
- روزہ ایک رنگ میں عبادت کا معراج ہے
- حضرت میر محمد سعید حیدرآبادی رضی اللہ عنہ
- مکرم ملک مبارک احمد آف دوالمیال
- امراض متعدیہ اور احتیاطی تدابیر احکام اسلامی کی روشنی میں
- لجنہ اماءاللہ جرمنی کی کرونا کے حوالہ سے خدمتِ خلق
- نوآموز شعراء کا کلام

اداریہ

رمضان کا مہینہ مبارک اور دعاؤں کا مہینہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُواْ لِي وَلْيُؤْمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ:187)

ترجمہ:اور (اے رسول)جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتاہوں سو چاہئے کہ وہ دعا کرنیوالے بھی میرے حکم کو قبول کرتے ہوں شرط یہ ہے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا ہدایت پائیں۔

رمضان دُعاؤں کے لئے نہایت سازگار اور موزوں ترین مہینہ ہے کیونکہ روزہ اور دعا کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔اسی تعلق کی وجہ سے قرآن کریم میں روزوں کے احکامات کے عین درمیان دعا کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔اور فرمایا اے محمدؐ! جب تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو ان کو بتا دے کہ میں تو قریب ہوں۔جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ بھی میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر ہی ایمان لائیں تاکہ وہ رُشد حاصل کریں۔

حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ منادی کرنے والے ایک فرشتہ کو عرش سے فرش پر بھیجتا ہے۔جو یہ اعلان کرتا ہے یا بَاغِيُ الْخَيْرِ هَلُمَّ هَلْ من داعٍ يُسْتَجَابُ لهٗ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يُسْتَغْفَرُ لهٗ هَلْ مِنْ تَائبٍ يُتَابُ عليه هَلْ مِنْ سائلٍ يُعْطَى سؤلهٗ (کنزالعمال)

کہ اے خیر کے طالب ! آگے بڑھو۔کیا کوئی ہے جو دُعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اُسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔کیا کوئی ہے جو سوال کرے۔جس کو پورا کیا جائے گا۔

ایک روایت میں يُسْتَجَابُ فِيْهِ الدُّعَاءُ کے الفاظ آتے ہیں کہ اس ماہ دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے دعاؤں کا مہینہ ہے“ (الحکم 24جنوری1901ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

”لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رُشد سے خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان، اس کے احکام کی اتباع اور دُعا کو قرار دیا ہے اور یہی باتیں ہیں جن سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے“

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد1ص182)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”رمضان المبارک سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو اس میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں“ (الفضل4 دسمبر1968ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جتنی زیادہ تعداد میں ایسی دعائیں کرنے والے ہماری جماعت میں پیدا ہوں گےاتنا ہی جماعت کا روحانی معیار بلند ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا۔خلیفہ وقت کو بھی آپ کی دعاؤں سے مدد ملتی چلی جائے گی اور جب یہ دونوں مل کر ایک تیز دھارے کی شکل اختیار کریں گے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے بھی کھلتے چلے جائیں گے۔پس ہمارے ہتھیار یہ دعائیں ہیں جن سے ہم نے فتح پانی ہے“ (خطبات مسرور جلد1ص511)

ویسے تو رمضان کی تمام گھڑیاں ہی مبارک اور قبولیت دُعاکی گھڑیاں ہیں۔مگر ایک گھڑی جس کی آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نشان دہی فرمائی وہ افطار کا وقت ہے فرمایا۔ إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ (ابن ماجہ باب فی الصّائم لاقوۃ دعوته)

کہ روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دُعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔کیونکہ سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر خدا کی خاطر ہر جائز ناجائز چیز سے رک کر جب افطار کرنے لگتا ہے تو اس کے دل پر سوزو گداز اور رقت کی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور اس کی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔تین اشخاص کی دُعا کبھی ردّ نہیں کی جاتی۔اُن میں سے ایک روزہ دار کی دعا ہے اور ان دعاؤں کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يَخِبُ (جامع الصغر) کہ اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔مگر ضرورت اس امرکی ہے کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْالی اور وَلْيُؤْمِنُوا بِی کی شرائط پر پورا اُترا جائے۔

اس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دعا سکھلائی ہے کہ

”الٰہی !تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا کی طاقت بخش دے گا“ (ملفوظات جلد2ص563)

دُعا کرنے کے جو ڈھب اور سلیقے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں سکھلائے ان میں سے ایک آنکھ کا پانی ہے۔جو خوف خدا کی راہ میں آنسو بن کر نکلتا ہے اور جو خدا کو بہت پیارا ہے۔آنسو تو محبت کے سفیراور قبولیت کی سند ہیں اور جس کو رونا میسر آجائے۔اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ایسے لوگ خدا کی گود میں پلتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”عاجزی اپنا شعار بنا لو۔روزے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اُسے بہت پسند ہے اگر 40دن تک رونانہ آوے تو سمجھو دل سخت ہوگیا ہے“

اور خود اپنے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

؎ رونا ہے پیشہ ہمارا پیش رب ذوالمنن

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حضور رونے کو بطورپیشہ اپنایا اور اگر ہم میں سے ہر ایک اس مبارک اور مقدس پیشہ کو اپنا لے تو ہماری تمام مرادیں بر آ سکتی ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ سے کسی نے پوچھا کہ

آپ تو بڑے عالم فاضل اعلیٰ خطیب تھے۔اپنے وعظ میں لوگوں کو رُلایا کرتے تھے اب کیا ہوا مرزا غلام احمد کے مرید ہو کر رونا شروع کر دیا۔تو آپؓ نے فرمایا” مرزا صاحب نے مجھے رونا سکھلا دیا ہے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

؎ جس کو تیری دُھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا
جس کو بے چینی ہے یہ وہ پاگیا آخر قرار

؎ عاشقی کی ہے علامت گِریہ و دامان دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہوا اشکبار

پس یہ دن اپنے خدا کا ہو جانے،اس کو ملنے اور اُس سے اُس کو مانگنے کے دن ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

”اس رمضان میں اپنے خدا سے خدا کو مانگنے کی دعا کریں۔اگر تم نے خدا سے خدا کو مانگ لیا تو تم نے سب کچھ مانگ لیا“

پھر آپ نے ایک دفعہ رمضان میں ”سید الاستغفار“کو رمضان کے تحفہ کے طور پر پیش کرکے پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

حضرت مسیح موعودؑفرماتے ہیں۔

؎ چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے یہ ترسانے کے دن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

”اے احمدی!اِس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنا دو۔اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہوجاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں،صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ مسجدوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اَور اِس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و بکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ ”مَتٰی نَصۡرُاللّٰہ“ کا شور بلند کردو۔خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے سینے کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے ربّ کو دکھلاؤ اور کہو کہ اَے خدا!

؎ قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور کا شور مچاؤاور اس قوّت کے ساتھ مَتٰی نَصۡرُاللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کُھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے

اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡبٌ
اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡبٌ
اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡبٌ

سنو سنو! کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔اے سننے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔اے مجھے پکارنے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اوروہ پہنچنے والی ہے۔ (خطبات طاہر جلد 2صفحہ349)

حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو دُعا کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں اَمن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔جس گھر میں ہمیشہ دُعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اُسے برباد نہیں کیا کرتا“ (ملفوظات جلد3ص232)

(ابوسعید)

چوہدری نعیم احمد باجوہ

وبا کا دشتِ پُرخار اور مومنین کا کردار

"انسان کو چاہئے کہ۔۔۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔" حضرت مسیح موعودؑ

ایک ناگہانی بلا نے کرہ ارض کو گھیرلیا ہے۔ فی الوقت ہر قسم کے حربے اس وباسے جلد سے جلدجان چھڑانے کے لئے بروئے کار لائے جارہے ہیں۔ دنیا بھر میں میڈیکل سٹاف اپنے آپ کو خطرات میں جھونک کر دن رات خدمت انسانیت میں مصروف ہے۔کتنے ہی مسیحا اپنی جانوں کا نذرانہ دے چکے۔ایک لاکھ سے زائد انسان موت کی وادی میں اتر چکے پر معاملہ ٹھنڈا ہوتا ہوانظر نہیں آرہا ۔عالمی سطح پر بدلتے لائف اسٹائل کے تقاضے بالکل نئے ہیں ۔دریں حالات بقائے حیات کے لئے بعض صفات و عادات کا خیال رکھنے کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے ۔چند چیدہ چیدہ امور درج ذیل ہیں۔

دعا

ہمیں یقین کامل ہے کہ قادر مطلق اپنی مخلوق کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ ہم سے ہر کوئی ان دعاؤں کی قبولیت کا گواہ ہے۔ ہم جانتے ہیں اور یہی ہماری تعلیم ہے کہ"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمھارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے توڑے گا ۔" آج بحیثیت مجموعی انسانیت ایک ان دیکھے دشمن کے حملے کا شکار بن رہی ہے۔وہ قادر مطلق اور عزیز الحکیم خدا ہی اس مشکل سے ہمیں نجات دلا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے" (ملفوظات جلد دوم صفحہ147۔ جدید ایڈیشن)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ موجودہ وبا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" آخری حربہ دعا ہے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر سے بچائے۔ ان تمام احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کریں جو کسی وجہ سے اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"
(الفضل انٹر نیشنل 10،اپریل 2020ء)

خدمت خلق

مخلوق خدا سے ہمدردی اور خدمت کے مواقع کی تلاش ایک مومن کو ہمیشہ رہتی ہے۔ ابتلاء کے ان ایام میں خدمت انسانیت کے بہت سارے مواقع ہمارے ارد گرد ہیں۔ ہمیشہ کی طرح بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب و ملت خدمت کے لئے تیار قومِ احمد ایک بار پھر میدان عمل میں ہے۔ ہماری زندگیوں کا مقصد امام آخر الزمان کے مبارک الفاظ میں ہے یہی ہے۔

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمت خلق است
ہمیں بارم ، ہمیں کارم، ہمیں رسمم ، ہمیں راہم

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

" میری توحالت یہ ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں،میرے کان میں ا س کی آواز پہنچ جائے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی ا سکے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا کی کرو۔" (ملفوظات جلد اول ص 305)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے ۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر ۔"
(اربعین نمبر1، روحانی خزائن جلد 17 ص344)

بلند اور وسیع حوصلہ

ان تکلیف دہ حالات میں بہت ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اپنا اور اپنے ارد گرد لوگوں کا مورال بلند رکھیں۔ خود بھی ثابت قدم رہیں اور دوسروں کو بھی حوصلہ دیں۔اپنے سینوں کو فراخ کریں اور حوصلے وسیع کر لیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 24 نومبر 1989ء کو ایک بصیرت افروز خطبہ میں عمومی رنگ میں ہماری توجہ اس طرف دلائی تھی ۔ شاید آج اس بات کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"تیسری چیز وسعت حوصلہ ہے۔ بچپن سے ہی اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی بات کہی ہے یا تمہارا کچھ نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنا حوصلہ بلند رکھو اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے۔بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا سیاہی کی دوات گر گئی۔ کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس الٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہوکر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں،ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔چپیڑیں مارتے ہیں۔"

آج کل گھروں میں بند رہنے کی وجہ سے یہ چھوٹے چھوٹے مسائل ہر گھر کا حصہ بنتے جا رہے ہیں ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ باحوصلہ، باصبر اور باہمت بن جائیں ۔ کچھ معلوم نہیں کہ کب کوئی بیمار پڑ جائے۔ ضروری ہے کہ اپنی طاقتیں بیماری سے مقابلہ کرنے کے لئے بچا رکھیں ۔

غصہ پر قابو اور صبر و تحمل

گھروں میں بند رہنے کی وجہ سے بچے بھی تنگ پڑ رہے ہیں اور بڑے بھی۔ موڈ بدلتے اور مزاج اونچ نیچ دکھاتے رہتے ہیں۔ درایں حالات زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اپنے غصے پر زیادہ قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے صبر اور تحمل کامظاہر کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بنیادی خلق کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک نیکی صبر وتحمل ہے ۔صبر کے نتیجہ میں بہت سی برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔صبر کی کمی کے باعث بہت سی غلط فہمیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔اس لحاظ سے ہر احمدی کو صبر اختیار کرنا چاہئے۔دل خراش باتوں کو برداشت کریں ۔ اس پالیسی کے نتیجہ میں بہت جھگڑوں کا حل ہو سکتا ہے۔فیملی تنازعات، خواہ وہ خاوند و بیوی کے درمیان ہوں یا بھائیوں کے درمیان ہوں۔یہ سب بچگانہ تنازعات ہوتے ہیں " (مشعل راہ جلد 5 ص 140)

لڑائی جھگڑے سے پرہیز

وبا کی مصیبت کے ساتھ اس وقت دنیا کو درپیش مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ گھریلو تشدد کا آرہا ہے۔اب تک آنے والی رپورٹس ہوش ربا ہیں۔اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے اپنے ایک بیان میں کورونا وائرس کی عالمی وبا کے باعث لاک ڈاؤن میں بڑھتے ہوئے گھریلو تشدد پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔عالمی سطح پر جنگ بندی کی درخواست کے ساتھ ساتھ گھریلو محاذ پر خانگی امن و امان برقرار رکھنے کی طرف توجہ دینا بھی ضروری ہو گیا ہے ۔

فرانسیسی حکومت کے مطابق، گزشتہ ایک ہفتے کے دوران وہاں گھریلو تشدد کی شرح 33 فیصد بڑھ گئی ہے۔ آسٹریلوی حکومت کا کہنا ہے کہ ملک میں گھریلو تشدد میں مدد سے متعلق انٹرنیٹ سرچ میں 75 فیصد اضافہ ہوا ہے۔اسی طرح جنوبی افریقہ میں لاک ڈاؤن کے پہلے ہفتے میں گھریلو تشدد کی 90 ہزار رپورٹس موصول ہوئیں۔

ان تشویشناک رپورٹس کے باوجود ہمیں بہر حال اپنا گھریلو ماحول عمدہ اور پُر امن رکھنا ہے ۔

حدیث میں آتا ہے۔

ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور حضرت ابوبکرؓ چپ تھے حضورؐ بیٹھے مسکراتے رہے۔ مگر جب اس شخص نے انتہا کردی تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی جواباً کچھ کہہ دیا اس پر حضورؐ ناراض ہو کر چل پڑے۔ حضرت ابوبکرؓ نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے مگر جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آگیا۔ میں شیطان کے ساتھ کس طرح بیٹھ سکتا تھا۔(سنن ابی داود کتاب الادب باب الانتصار حدیث نمبر4251)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفرماتے ہیں۔

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تم دونوں کو ایک دوسرے کے عیب نظر آتے ہیں تو کئی باتیں ایسی بھی ہوں گی جو اچھی لگتی ہوں گی۔ یہ نہیں کہ صرف ایک دوسرے میں عیب ہی عیب ہیں ؟ اگر ان اچھی باتوں کو سامنے رکھو اور قربانی کا پہلو اختیار کرو تو آپس میں پیار محبت اور صلح کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ کی بیویوں کی گواہی ہے کہ آپ ﷺ جیسے اعلیٰ اخلاق کےساتھ بیویوں سے حسن سلوک کرنے والا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو نصیحت فرماتے ہیں تو صرف نصیحت نہیں فرماتے بلکہ آپ ﷺ نے اپنے اُسوہ سے بھی یہ ثابت کیا ہے۔"
(خطبہ جمعہ 22۔اگست 2008ء)

پھر فرمایا:

"جب شادی ہوگئی تو شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ نیک سلوک کریں۔ایک دوسرے کو سمجھیں۔اللہ کا تقویٰ اختیار کریں" (مشعل راہ جلد 5 حصہ چہارم ص 116)

جسمانی صحت کی طرف توجہ

تمام ڈاکٹرز اور ماہرین یہ کہہ رہے ہیں کہ اس بیماری سے لڑنے کے لئے دیگر احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی قوت مدافعت بڑھانے کی طرف توجہ دینا چاہئے ۔ اس کے لئے گھر میں ہی حسب موقع چھوٹی موٹی ورزش کو جاری رکھنا بہت ضروری ہے۔ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ہمیں اس طرف توجہ دلاچکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ۔

"پھرعموماً ڈاکٹر بھی آج کل یہی کہہ رہے ہیں کہ اپنے جسم کی قوت مدافعت بڑھانے کے لیے اپنے آرام کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔اس کے لیے اپنی نیند کو پورا کرنا چاہئے۔ اپنی نیند پوری کریں۔خود بھی اور بچے بھی۔ایک بڑے آدمی کے لیے چھ سات گھنٹے کی نیند ہے۔ بچے کے لیے آٹھ، نو گھنٹے یا دس گھنٹے کی نیند ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے...اسی طرح بچوں کو بھی عادت ڈالیں کہ جلدی سوئیں اور آٹھ نو گھنٹے کی نیند پوری کر کے جلدی اٹھیں۔پھر بازاری چیزیں کھانے سے بھی پرہیز کریں...پھر یہ بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آج کل پانی بار بار پینا چاہئے۔ ضروری ہے کہ ایک گھنٹے بعد، آدھے پونے گھنٹے بعد گھنٹے بعد ایک دو گھونٹ پی لیں۔یہ بھی بیماری سے بچنے کے لیے ایک ذریعہ ہے۔ہاتھوں کو صاف رکھنا چاہئے۔اگر سینیٹائزر نہیں بھی ملتے تو ہاتھ دھوتے رہیں۔"
(خطبہ جمعہ 20، اپریل 2020ء)

بچوں کی نگرانی

ان دنوں بچے گھروں پر ہیں یہ ایک سنہری موقع ہے کہ ہم ان کی تربیت کی طرف توجہ کریں۔ان کی دینی،اخلاقی،معاشرتی تربیت کو بہتر کرنے کی کوشش کریں۔جسمانی لحاظ سے بھی صحت کا خیال رکھیں کہ ان حالات میں کورونا کے مریض کے علاوہ دیگر بیماریوں اور حادثات کو نسبتاً کم توجہ مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب بچوں کو اپنے فضل سے محفوظ رکھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم ستمبر 2007ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اپنے خطاب میں ایک احمدی مسلمان عورت پر عائد ہونے والی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عائلی زندگی کے حوالہ سے ارشاد فرمایا۔

”ایک احمدی عورت کی ذمہ داری صرف دنیاوی معاملات میں اپنے گھروں کی یا اپنے بچوں کی نگرانی کرنا اور تعلیم کا خیال رکھنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک احمدی عورت کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔ احمدی عورت نے اسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اپنے گھر اور خاوندکے گھر کی نگرانی کرنی ہے۔ اپنی اولاد کی دنیاوی تعلیم وتربیت کا خیال بھی رکھنا ہے۔ اپنی اولاد کی اسلامی اخلاق کے مطابق تربیت بھی کرنی ہے اپنی اولاد کی روحانی تربیت بھی کرنی ہےاور ان تمام تربیتی امور کو اپنی اولاد میں رائج کرنے کے لئے، ان کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لئے، اپنے پاک نمونے قائم کرنے ہیں۔ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ڈھال کر عبادات اور دوسرے اعمالِ صالحہ بجا لانے کے نمونے اپنی اولاد کے سامنے رکھنے ہیں۔ تبھی ایک احمدی عورت اپنے خاوند کے گھر کی صحیح نگران کہلا سکتی ہے۔ تبھی ایک احمدی ماں اپنی اولاد کی تربیت کا حق ادا کر سکتی ہے ورنہ اس کے قول و فعل میں تضاد کی وجہ سے کبھی اولاد صحیح تربیت نہیں پاسکتی۔“ (مستورات سے خطاب یکم ستمبر 2007ء)

شکر گزاری

اگر ہم ابھی تک وبا کے بد اثرات سے محفوظ ہیں تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔اپنے آپ کو اپنی فیملی میں محفوظ پاتے ہوئے شکر گزاری سے اس کے حضور سجدہ ریزہوں اور دوسروں کی تکلیف کو محسوس کر کے ان کے لئے دعا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”مومن کی یہی شان بتائی گئی ہے کہ یہ ایک جسم کی طرح ہے۔ جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ پس ہمارے کسی بھی احمدی بھائی کی تکلیف ہماری تکلیف ہے، بلکہ احمدی کا دل تو اتنا حسّاس ہے اور ہونا چاہئے کہ کسی بھی انسان کی تکلیف پر وہ تکلیف محسوس کرے۔ پس جب ہم ایک درد کے ساتھ ان ابتلاؤں سے سرخرو ہو کر نکلنے اور ان کے جلد ختم ہونے کے لئے دعا کریں گے تو یقیناً وہ مجیب الدعوات خدا ہماری دعاؤں کو سنتے ہوئے ہمارے بھائیوں کی تنگیوں اور پریشانیوں کو دور فرمائے گا۔“ (خطبہ جمعہ 8 فروری2008ء)

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستوں اس یار کے پانے کے دن

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔یہ ایک دشتِ پُرخار ہے۔اس میں سے گزرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ گزرنا تو سب کو پڑتا ہے، لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گزرجانا ہرایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشے سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لیے اسے وقف کردیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کرلیتے ہیں، ورنہ انسان کے تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اس کو دیکھنی پڑتی ہے۔بیوی اور بچّے ہوں تو کبھی کوئی بچّہ مرجاتا ہے تو صدمہ برداشت کرتا ہے۔لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچّا تعلق ہو تو ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے۔ جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو اُن لوگوں کو ہوتی ہے جن کا خداتعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھ کر اس کی رضا کے لیےاپنی زندگی وقف کرتے ہیں وہ بے شک آرام پاتے ہیں، ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کردیتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 16۔ایڈیشن1988ء)

توکل رکھیں

مومن کی شان ہے کہ اپنے قدرتوں والے خدا پر توکل کرتا ہے لیکن ان حالات میں تمام تر حکومتی ہدایات کی پابندی کرتے ہوئے اپنے آپ بچانے کی تدابیر کرتے ہوئے توکل کریں۔ توکل یہ نہیں ہے کہ ہم کھلے عام پھریں احتیاط نہ کریں اور زبانی توکل کے نعرے لگاتے رہیں۔پھوکا توکل کسی کام کا نہیں۔ہمیں تدبیر پوری طرح اختیار کرناہے اور پھر نتائج کو خداتعالیٰ پر چھوڑنا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”انسان کو چاہئے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کےیہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑدے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خداتعالیٰ پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے اور اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہوگااور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے۔اور خداتعالیٰ پر توکل نہیں ہے۔ تو وہ تدبیر بھی پھوکی ۔ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔آنحضرت ﷺ کو اس نے دیکھا۔تعظیم کے لئے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔چنانچہ اس نے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔واپس آکر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں نے تو توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔آپؐ نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی۔پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا،پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 566)

قضا و قدر پر راضی

ہم میں سے بعض اس وبا سے براہ راست متاثر ہو کر اپنے پیاروں کی جدائی کا غم برداشت کر رہے ہیں۔تعلق محبت کے باوجود چاہتے ہوئے بھی اپنے عزیزوں کو نارمل طریق پر الوداع نہیں کرسکتے۔تجہیز و تکفین کے سارے مسائل بدل گئے ہیں۔زندہ بچ جانے والوں کی بہتری کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے۔وائرس سے متاثرہ مریضوں اور فوت شدگان سے دور رہا جائے۔ایسے میں ایک مومن کی شان یہی ہے کہ خدا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے صبر اور حوصلے سے صدمات برداشت کرے۔ان شاء اللہ تکلیف کے یہ دن بھی گزر جائیں گے۔ جن کےانسانوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہوچکی ہے اور آئندہ ہو گی ہمیں ان کے لئے دعا کرنا ہے اور راضی برضا رہنا ہے۔

میرے آنگن سے قضا لے گئی چن چن کے جو پھول
جو خدا کو ہوئے پیارے میرے پیارے ہیں وہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔

”دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلاء بھی آ جاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج، سعیدالفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سرّیہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی۔ اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ707-708 جدید ایڈیشن)

اللہ کرے ابتلا کے یہ دن جلد سے جلد ختم ہوں اور انسانیت پر آئی یہ مشکل کی گھڑیاں اختتام کو پہنچیں ۔ ہم یہی گنگناتے ہوئے اس دشت پرخار سے پار ہو جائیں۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

****

اطلاعات اعلانات

سانحہ ارتحال

(لندن مانیٹرنگ ڈیسک)مکرم حکیم محمد قدرت اللہ محمود چیمہ اطلاع دیتے ہیں۔

محلہ دارالرحمت غربی ربوہ کے محترم چوہدری بشیر احمد آف بشیرکریانہ سٹور (سعید برادرز)گولبازار ربوہ کی اہلیہ محترمہ نصیرہ بی بی چند ماہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 18۔ اپریل 2020 بروز ہفتہ ساڑھے گیارہ بجے دن بعمر 84 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اورنہایت غریب پرور خاتون تھیں۔آپ محترم چوہدری محمد موسیٰ نائب صدر انجمن تاجران ربوہ کی والدہ محترمہ تھیں۔ اسی دن سہ پہر 4 بجے بہشتی مقبرہ توسیع میں آپ کی نماز جنازہ محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے پڑھائی اور بعد ازاں قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔پسماندگان میں خاوند محترم چوہدری بشیر احمد کے علاوہ چار بیٹے چوہدری محمد موسیٰ نائب صدر انجمن تاجران ربوہ ،سعید احمد امریکہ، رفیع احمد آسٹریلیا اوروحید احمد آسٹریلیا اور دو بہنیں محترمہ سلمیٰ مبارک زوجہ مبارک احمد ساکن جرمنی اور محترمہ طاہرہ ربوہ نیز 8 پوتے اور 5 پوتیاں یادگار چھوڑیں ہیں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین یا ارحم الراحمین۔

بیوت الحمد منصوبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1982ء میں مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔

”اللہ کے گھر بنانے کے شکرانہ کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔“

(خطبات طاہر جلد1صفحہ 241)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیوت الحمد سکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

”کئی احمدی جب اللہ کے فضل سے اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں ۔ بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچہ بھی ادا کیا تو اگر تمام دنیا کے احمدیوں کے خریدنے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مد میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورت مند غریب بھائیوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔“

(خطبہ عیدالفطر13۔اکتوبر2007ء)

روزہ ایک رنگ میں عبادت کا معراج ہے

اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اپریل 1988ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

’’روزہ ایک رنگ میں عبادات کا معراج ہے اور تعلق باللہ کے لحاظ سے روزہ مومن کی زندگی میں بہت ہی زیادہ اہم ہے اور رمضان میں تعلق باللہ کے جتنے ذرائع میسر آتے ہیں اور اس کے لئے تحریک اور تحریص پیدا ہوتی ہے دوسرے دنوں میں اس قدر تحریک و تحریص کا ہونا ممکن نہیں۔ حج میں تو محدود تعداد میں لوگ وہاں پہنچ سکتے ہیں جبکہ رمضان ہر جگہ خود پہنچتا ہے۔ جو شخص دنیا میں کہیں بھی رمضان کا چاند دیکھے اس پر اسی وقت روزے فرض ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ایک ایسی عبادت ہے جسے دوسری تمام عبادتوں میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔‘‘

’’رمضان کو کیوں اہمیت حاصل ہے؟ اس لئے حاصل ہے کیونکہ قرآن کریم اس مہینہ میں نازل ہوا۔ پھر قرآن کریم کا ہدایت سے بڑا گہرا تعلق ہے اور وہ ہدایت بھی ایسی ہے کہ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی ہے یعنی عام ہدایت ہی نہیں بلکہ بہت ہی روشن اور کھلی کھلی ہدایت لے کر قرآن آیا ہے۔

والفرقان اور قرآن ایسی آیات پیش کرتا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرنے والی ہیں۔ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے والی ہیں۔ سو گویا قرآن کریم کی جو تعریف بیان فرمائی جارہی ہے۔ یہ تعریف رمضان کی طرف منتقل بھی ہو رہی ہے۔ رمضان کی تعریف سے جب مضمون شروع ہوا اور یہاں تک پہنچا کہ قرآن کریم اس میں نازل ہوا اور قرآن کی عظمت و اہمیت یہ ہے تو مراد یہ ہے کہ یہ ساری باتیں انہیں رمضان میں میسر آئیں گی اور ان برکتوں کا رمضان سے بہت گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ اس کے بعد فرمایا کہ یہ ساری باتیں پیش نظر رکھ کر ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، تم میں سے جو کوئی بھی اس مہینے کو دیکھے وہ روزہ رکھے۔

مسافر اور مریض کے سوا ہر مومن روزہ رکھے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو اس کے لئے بعد کے ایام میں روزے رکھنے فرض ہیں۔ اس میں کسی اور تیسرے شخص کو روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور یوں مضمون بیان ہوا ہے جیسے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی اور شخص روزہ چھوڑنے کی بات بھی سوچے گا۔ فرمایا وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ پس روزہ چھوڑنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ رمضان شروع ہو گیا خدانے فرض کر دیا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ ان مومن روزہ چھوڑنے کی بات کرے سوائے اس کے کہ اس کو اجازت دی جائے اور اجازت صرف ان دو صورتوں میں ہے۔‘‘

’’ہماری نئی نسلیں روزے کو بالکل ہلکاپھلکا لیتی ہیں اور نئی نسلوں کے ماں باپ بھی بد قسمتی سے ہلکا پھلکا لیتے ہیں۔ گویا کہ تخفیف کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ بات زیادہ اہم ہے کہ بچہ پڑھائی کر رہا ہے اس کی پڑھائی پر برا اثر نہ پڑے حالانکہ ٹیلی ویژن میں وہ ہزار وقت ضائع کر رہا ہو ہر قسم کی بے ہودہ دلچسپیوں میں حصہ لیتا ہو اس سے ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن روزے کے وقت ان کو اتنی شدت سے احساس ہوتا ہے کہ کہیں اس کی صحت کمزور نہ ہو جائے حالانکہ صحت کمزور کرنے والی کئی دوسری عادتیں اس میں ہوتی ہیں ان کے بارے میں وہ فکر مند نہیں ہوتے۔ ایک روزہ بے چارہ رہ گیا ہے جس کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ اس بچے کی ساری صحت برباد ہو جائے گی اور پڑھائی پر اثر پڑے گا۔ ان کی یہ بالکل غلط بات ہے، محض وہم ہے قطعاً کوئی برا اثر روزہ کے نتیجہ میں پڑھائی پر نہیں پڑتا بلکہ جو لوگ پڑھنے والے نہیں ہیں وہ بھی رمضان میں زیادہ پڑھ لیتے ہیں۔ خود میں بھی ایسے طالب علموں میں سے تھا جو اپنے کورس کی کتابیں بہت کم پڑھتا تھا لیکن رمضان میں مجھے زیادہ موقع ملتا تھا کیونکہ رمضان میں اور دلچسپیاں تو ہوتی نہیں۔ قرآن کریم پڑھنا ہے یا دینی مطالعے کرنے ہیں چونکہ دیگر تمام دلچسپیاں کٹ جاتی ہیں اس لئے پڑھائی کے لئے بھی زیادہ وقت مل جاتا ہے اور پھر اگر وقت کم بھی ملے تو دعاؤں اور نمازوں کے ذریعہ رمضان شریف میں طلباء برکت لے کر باہر نکلتے ہیں، ان کو علمی نقصان کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ انہی کو علمی نقصان ہو سکتا ہے جو اس خیال سے رمضان کا روزہ چھوڑ دیں کہ ان کو نقصان نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے علم میں برکت نہیں پڑسکتی۔ اور اگر ظاہری طور پر وہ علمی فائدہ حاصل کر بھی لیں تو بے کار اور بے معنی ہے۔ انہوں نے بہت بڑا فائدہ کھو کر بہت معمولی فائدہ لیا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کاش کہ تمہیں پتہ ہوتا کہ کیا کھو رہے ہو۔ اگر تمہیں علم ہوتا تو تم کبھی بھی اس فائدے سے محروم نہ رہتے۔ اس لئے تمام دنیا میں جماعتوں کو خصوصیت سے رمضان میں تفصیلی نظر ڈالنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ جن بچوں کے ماں باپ کو یہ سعادت حاصل نہیں کہ وہ اپنے بچوں کو تلقین کریں وہاں خدام الاحمدیہ کے ذریعہ تلقین کی جائے، لجنہ کے ذریعہ تلقین کی جائے انصار کے ذریعہ کوشش کی جائے۔ جماعت کوئی بھی نظام مقرر کرے مگر براہ راست ہر احمدی کو یہ پیغام ملنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس مہینہ میں تم پر روزے فرض کر دیئے ہیں۔ اب بتاؤ تم مریض ہو یا مسافر ہو۔ اگر دونوں میں سے کچھ نہیں تو پھر سوائے روزے کے اور کوئی راہ نہیں۔‘‘

رمضان کے مضمون کا منتہا

’’اس کے بعد اس مضمون کا جو منتہا ہے وہ بیان ہوا ہے۔ فرمایا وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيْبٌ اگر اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے میرے بندے یہ سوال کریں کہ میں کہاں ہوں فَإِنِّي قَرِيْبٌ میں تو ان کے قریب ہوں۔ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ جب بھی کوئی بلانے والا مجھے بلاتا ہے میں اس کی دعوت کا جواب دیتا ہوں۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِي وَلْيُؤْمِنُوْا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ پس ان کو بھی تو چاہئے کہ وہ میری باتوں کا جواب دیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔ اس آیت کا گزشتہ آیت سے گہرا تعلق ہے، رمضان کے مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ رمضان کے مہینے میں خدا تعالیٰ بندے کے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قربت شہادتیں نہیں ملتیں۔ اور رمضان کے مہینے میں ایک یا دو تین کے ساتھ اس کی قربت کا تعلق ظاہر نہیں ہوتا بلکہ کثرت کے ساتھ عام مومنوں سے یہی سلوک ہوتا ہے۔ اس لئے یہ اعلان عام ہے۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيْبٌ۔ عِبَادِی سے مراد بندے بھی ہیں اور عبادی سے مراد عبادت کرنے والے بھی ہیں۔ اس موقع پر میرے نزدیک یہاں عام بندے مراد نہیں بلکہ عبادت کرنے والے بندے مراد ہیں۔ اور وہی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ فرمایا میرے بندے جو میری عبادت کرتے ہیں اگر وہ میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں، ان کی دعوت کا جواب دیتا ہوں اور دوں گا لیکن وہ میری باتوں کا جواب دیں لیکن ان پر عمل کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ کہ وہ ہدایت پائیں۔‘‘

رمضان میں خاص رحمت و پیار کے چھینٹے

جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے۔ رمضان بھیگنا شروع ہوتا ہے۔ رات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رات بھیگی۔ میں نے یہ لفظ رمضان کے متعلق عمداً استعمال کیا ہے کیونکہ رات بھیگتی ہے۔ جب رات گہری ہو جائے اور آخر پر دن کے قریب پہنچنے لگےاس وقت شبنم سے بھیگتی ہے۔ اسی طرح رمضان جب اختتام اور عید کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو آنسوؤں سے بھیگتا ہے۔ جتنا زیادہ آپ رمضان میں آگے بڑھتے ہیں اتنا زیادہ ہی نم دار ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے عام سرسری محاورے کے طور پر میں نے نہیں کہا بلکہ ایک خاص معنی کے پیش نظر کہا ہے جوں جوں رمضان بھیگتا چلا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا گہرا تعلق انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ بعض دفعہ وہ سمجھتا ہے کہ یہی میری زندگی کا آخری دن ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خاص رحمت و پیار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں اور یہ جو رحمت کا چھینٹا ہے یہ عام ہے۔ کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے اور ہر ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اسے خوش نصیب بنا دیں۔ اس لئے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے۔ کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ درحقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنی زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر بھی ان بندھنوں کو توڑ کر ان سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ بہت ہی ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق و شوق سے قبول کی جائیں۔‘‘

أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ خدا نے فرمایا۔ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں ان میں رمضان کی پابندیاں اختیار کر کے تو دیکھو أَيَّامًا مَّعْدُوْدَات کا ایک مطلب تو یہ بھی لیا جا سکتا ہے۔ جن کے اوپر رمضان سخت ہو ان کو تسلی دینے کے لئے فرمایا ہے کہ گنتی کے چند دن ہیں گزر جائیں گے کوئی بات نہیں تم تجربہ کرو تمہیں فائدے پہنچیں گے۔ اس کا ایک اور مطلب یہ ہے کہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے اپنے پیچھے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے۔ یعنی تھوڑی محنت کے بعد لمبے پھل کا اس میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس لئے میں جماعت کو پھر تاکید کرتا ہوں کہ با قاعدہ منظم طریقے پر ابھی جو ایک دو دن میسر ہیں یا خطبہ جہاں دیر سے پہنچے وہاں ان کو چاہئے کہ جتنا بھی بقیہ رمضان ہو اس میں باقاعدہ جدوجہد کریں کہ ایک بھی احمدی رمضان کی برکتوں سے محروم رہنے والا نہ ہو۔

جو مریض اور مسافر ہے وہ بھی محروم نہیں رہے گا۔ کیونکہ خداتعالیٰ نے اسے اجازت تو دی ہے مگر اجازت دینے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ تمہیں میں محروم کردیتا ہوں۔ ایسے لوگ راتوں کو عبادت کے لئے اٹھ سکتے ہیں، دعاؤں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ رمضان کی دیگر نیکیوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کو اگر سخت کلامی کی عادت ہے اور وہ مریض یا مسافرہے تو رمضان اس کو روزے سے رخصت تو دیتا ہے لیکن بدکلامی کی اجازت تو نہیں دیتا۔ اور دیگر بدیوں سے روکنے کا جو رمضان خاص طور پر حکم دیتا ہے کسی کا مسافر ہونا یا اس کا مریض ہونا اس حکم سے تو آزاد نہیں کرتا۔ اس لئے ہر شخص خواہ اس کو خدا تعالیٰ نے رخصت عطا فرمائی ہے خواہ نہیں عطا فرمائی رمضان سے فائدہ حاصل کئے بغیر نہ نکلے۔

حضرت میر محمد اسماعیلؓ .... نے ایک دفعہ رمضان کے بعد ایک نظم کہی اور ٹیپ کا ایک مصرعہ مشہور تھاجسے استعمال کیا کہ

اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گزر گئے
بڑی دردناک نظم ہے لیکن جن لوگوں کو پتہ تھا کہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب خدا کے کیسے عبادت گزار بندے تھے ان کو کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ عبادت گزار ہیں ان کو بھی رمضان کے بعد یہ فکر ہوتی ہے کہ کاش ہم اس سے زیادہ حاصل کر سکتے۔ ان کی تمنائیں بلند ہو جاتی ہیں اور جب وہ اپنے حال پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک رنگ کی حسرت محسوس کرتے ہیں۔

پس وہ لوگ جنہوں نے نہ روزے رکھے نہ عبادتیں کیں ان کی حسرتوں کا کیا حال ہو گا۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی بات ہی ہے جو آخر منہ سے نکلتی ہے کاش تمہیں پتہ ہوتا، تم بے خبر ہو، جنہوں نے بہت محنتیں کیں اور جو عارف اللہ اور باشعور ہیں ان کو بھی آخر یہ احساس پیدا ہوا کہ اوہو! برکتوں کا پاکیزہ مہینے گزر گیا۔ کئی کمزوریاں ہماری پیچھے رہ گئی ہیں، جنہیں ہم دور نہیں کر سکے۔ کئی بوجھ ہیں جنہیں ہم اتار نہیں سکے۔ کئی نعمتیں ہیں جن سے ابھی بھی ہم محروم چلے آرہے ہیں، گو خدا نے بہت کچھ عطا کیا لیکن ہمارے دل کی طلب پوری نہیں ہو سکی۔ یہ با خبر لوگوں کا حال ہے، جو بے خبر ہیں ان بے چاروں کو تو پتہ ہی کچھ نہیں کہ کیا چیز ان کے لئے آئی تھی اور گزر گئی۔ اس لئے باشعور لوگوں کا، باخبر لوگوں کا کام ہے کہ بے خبر لوگوں کو مطلع کریں۔ ان کو جھنجوڑیں ان کو بیدار کریں، ان کی منتیں کریں اور کہیں کہ گنتی کے چند دن ہیں تم کر کے تو دیکھو اور بچوں کو بھی عادت ڈالیں ایک روزہ مہینہ کا دو روزے مہینے کے اس طرح آہستہ آہستہ بچپن میں جو ماں باپ عادت ڈالتے ہیں ان کے بچوں کو پھر خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے ان کو رمضان سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ رمضان ہمارے لئے یہ برکت بھی چھوڑ کر جائے گا کہ کثرت کے ساتھ وہ احمدی جو پہلے روزہ نہیں رکھتے تھے وہ اس رمضان کی برکت سے روزے رکھنے والے احمدی بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ضرورت بھی بہت ہے اتنے مشکلات کے دن ہیں کئی قسم کی جماعت پر سختیاں ہیں۔ پھر کام کے بہت سے دن ہیں آگے نئی صدی کے کام آنے والے ہیں۔ ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں نئی جماعتیں آرہی ہیں۔ جتنے روزے دار بڑھیں گے اتنے باخدا انسان بڑھیں گے اور جتنے باخدا انسان بڑھیں گے اور خدا سے پیوند زیادہ قائم ہو گا اتنی زیادہ برکتیں نازل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری برکتوں کو وسیع کرے اور ہماری محرومیوں کے راستے بند کردے۔"
(الفضل انٹرنیشنل 10؍ اپریل تا 16؍ اپریل 1992ء۔ انصاراللہ ربوہ مارچ 1992ء)

اطلاعات اعلانات

ولادت باسعادت

مکرم عدیل احمد ناصر تحریر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے مورخہ 12۔اپریل 2020 کو میرے بڑے بھائی مکرم فاتح احمد ولد مکرم خدا بخش ناصر حال مقیم یوکے کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے الحمد للہ علی ذلک۔ بیٹے کا نام حضور انور نے عفاف احمد تجویز کیا ہے اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔

نومولود چوہدری خدا بخش ناصر پنشنر کارکن فضل عمر ہسپتال کا پوتا ہے اور مکرم چوہدری مولا بخش احمدی ادحمد ولد حضرت چوہدری محمد دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کا پڑپوتا ہے قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نو مولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے (آمین)

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

حضرت میر محمد سعید حیدرآبادی رضی اللہ عنہ

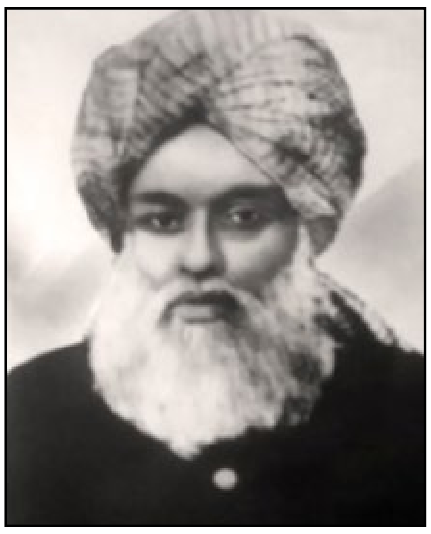

حضرت میر محمد سعیدؓ ایک جید قادری مشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کشمیری مرحوم و مغفور کے واحد فرزند تھے جن کے مریدین کا حلقہ دو تین لاکھ سے کم نہ تھا۔ میر صاحب نے اپنے آبائی سلسلہ پیری مریدی اور ہزاروں عقیدت مندان قدیم کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ حق پرست پربیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی،گوکہ آپؓ کی بیعت سے پہلے حیدرآباد دکن میں نہایت مخلص جماعت قائم ہوچکی تھی لیکن آپؓ نے اس کی تنظیم اور تشکیل نو میں بہت اہم کردار ادا کیا، حضرت مولوی ابوالحمید آزاد رضی اللہ عنہ حیدرآباد دکن کی تاریخ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"..... پھر جب ہماری جماعت کے امیر حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب دام فیوضہٗ چھ ماہ کی اقامت کے بعد دارالامان سے بلدہ حیدرآباد تشریف لائے تو جناب ممدوح نے افراد جماعت کو جمع کرکے باقاعدہ نماز جماعت و عیدین کا انتظام فرمایا جو ان کے مکان واقع مستعد پورہ میں ہوا کرتی تھی، حضرت امیر کی تشریف آوری کے بعد سے تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع ہوا ..... حضرت امیر جماعت کے اس تبلیغی مساعی جمیلہ اور اس کے مبارک اثرات کو دیکھ کر بعض خفاش چشموں کی آنکھوں کو آفتاب صداقت کی تجلّی نے اندھا کردیا اور ان کے سینوں میں آتش حسد و عناد کا شعلہ بلند ہونے لگا۔"

(الحکم 21,28 مئی 1924ء)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ اس ضمن میں بیان کرتے ہیں۔

"حضرت مولوی میر محمد سعید کے سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد حیدرآباد کے عوام و خواص میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی، حضرت میر محمد سعید صاحب ایک عالم باعمل تھے اور درس تدریس کے علاوہ وہ لوگ ان کی عملی زندگی سے متاثر تھے اور ان کا عام طور پر ادب و احترام کیا جاتا تھا لیکن ان کے سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حیدرآباد کے علماء شیوخ کو ایک خطرہ محسوس ہونے لگا اور انھوں نے مختلف رنگوں میں مخالفت کا سلسلہ آغاز کیا۔۔۔"

(حیات حسن صفحہ 27 مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ مطبوعہ طارق برقی پریس حیدرآباد دکن)

آپؓ حضور علیہ السلام کی زندگی میں متعدد مرتبہ قادیان آئے اور مہینوں حضورؑ کی صحبت پاک میں رہ کر فیض حاصل کیا۔

(حیات حسن صفحہ 28 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

ایک جگہ آپؓ کی قادیان حاضری کا ذکر یوں درج ہے:

"جناب مولوی میر محمد سعید حیدرآباد سے حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض حاصل کرنے کے واسطے چھ ماہ کی رخصت لے کر آئے ہوئے ہیں، خدا تعالیٰ اُن کو اس میں کامیاب کرے۔"

(الحکم 10 ستمبر 1900ء)

آپؓ ایک علمی شخصیت تھے اور عالم باعمل تھے ایک مرتبہ آپؓ قادیان میں حاضر تھے کہ حضور علیہ السلام نے اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے لوگ ان دلائل سے باخبر ہوں تا کہ کسی محفل میں اُن کو شرمندہ نہ ہونا پڑے، میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی اور یعقوب علی صاحب اور چند دوست ایسی کتابیں سوال و جواب کے طور تالیف کریں جو ہمارے مقاصد کو لیے ہوئے ہوں اور مدرسہ میں رائج کی جاویں۔"

(ملفوظات جلداول صفحہ 387)

آپؓ کی نیکی اور تقویٰ اور دینی جوش کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو دکن جیسے دور دراز علاقے میں غیر احمدیوں سے بیعت لینے کی اجازت فرمائی تھی، خلافت اولیٰ اور ثانیہ میں بھی یہ اجازت قائم رہی۔

(اخبار فاروق 10فروری 1916ء)

حضرت اقدس علیہ السلام سے تعلق بیعت پکڑنے کے بعد آپؓ ہمیشہ اس نور کو دوسروں تک پھیلانے میں کوشاں رہے اور بہتوں تک اس پیغام حق کو پہنچایا، حضرت سیٹھ حسن یادگیرؓ آپؓ ہی کے ذریعہ داخل احمدیت ہوئے۔

(حیات حسن صفحہ 27)

حضور علیہ السلام کی وفات تک ایک معقول تعداد احباب جماعت کی حیدرآباد دکن میں پیدا ہوچکی تھی، اخبار بدر 30مئی 1912ء صفحہ 4،5پر فہرست بیعت کنندگان حیدرآباد دکن شائع ہوئی ہے جس کے آغاز میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"مولوی میر محمد سعید و دیگر برادران کی توجہ اور سعی سے حیدرآباد دکن میں احمدیوں کی ایک بڑی جماعت طیار ہوگئی ہے جس کی فہرست جناب مولوی موصوف اور برادر سید فضل احمد نے ہم کو دی ہے ....."

کٹک صوبہ اڈیشا (انڈیا) سے احمدیہ جماعت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے بزرگ حضرت سید عبدالرحیم کٹکی رضی اللہ عنہ بھی آپؓ ہی کے ذریعہ احمدیت سے وابستہ ہوئے۔

(الحکم 28مئی و 7جون 1939ء)

جون 1915ء میں آپؓ نے حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ کے درس القرآن سے مستفیض ہونے کے بعد قرآن کریم کا ایک مکمل ترجمہ مرتضائی مطبع آگرہ سے شائع کیا۔ اس ترجمہ کے آخر میں آپؓ نے "اَوْضَحُ الْقُرْآن مُسَمّٰی بِہٖ تفسیراحمدی" کے نام سے تمام تفسیری نوٹ جو حضرت خلیفہ اولؓ کے ہی بیان فرمودہ ہیں، لکھا کردیے ہیں۔اخبار الفضل نے اس ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کا ذکریوں شائع فرمایا۔

"مولانا میر محمد سعید صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ نے مکمل ترجمہ قرآن شائع کیاہے جو حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اولؓ کے درس سے مأخوذ ہے اور آخر میں تفسیری نوٹ دیئے

ہیں جو آپؓ سے سبقاً پڑھ کر لکھے گئے ہیں یا آپؓ کے درس کے نوٹوں اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تحریروں سے اخذ کیے گئے ہیں۔“

(الفضل 19فروری 1916ء صفحہ 11)

یہ ترجمہ حال ہی میں دوبارہ شائع ہوا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کے متعلق پیشگوئی پر ایمان لاتے ہوئے اس کے ظہور کے وقت فوراً لبیّک کہنے والوں میں سے ہوئے اور تا دم آخر خلافت حقہ کے ساتھ وابستہ رہے بلکہ حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت انتخاب خلافت سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؓ کے دل میں حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ کے متعلق القاء ہوا۔

(بدر 2جون 1908ء صفحہ 5کالم 3)

آپؓ خلیفۃ المسیح کے انتہائی مطیع اور فرمانبردار تھے اور خلافت کا آپؓ کے دل میں بے حداحترام تھا۔ خلافت ثانیہ کے وقت بھی آپؓ اس کے اولین لبیک کہنے والوں میں سے تھے اور اس سلسلے میں مرتبۂ کشف سے مشرف تھے، آپؓ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نیازمند درگاہ بے نیاز نے آج شب میں کہ شب پنجشنبہ ہے قریب 3بجے کے جب کہ درود شریف پڑھنے سے مشرف تھا دیکھا کہ ہمارے حضور خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ ایک منارہ نورانی کے قریب کھڑے ہوئے ہیں اور بہت سے اولیاء و ائمہ و مقدس حضرات آپؓ کے ارد گرد ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام .... ہیں اور مولٰنا نورالدین قدس سرّہ سیدھے ہاتھ پر حضورؓ کے کھڑے ہیں اور مجمع حاضرین سے مخاطب ہوکر باآواز بلند یہ شعر پڑھ رہے ہیں اور حضورؓ کی طرف انگشت شہادت سے بتاتے جاتے ہیں اور تمام سامعین وجد و سرور کی حالت میں ہیں۔

روئے خوب است و کمال ہنر و دامنِ پاک
لا جرم ہمت پاکانِ دو عالم با اوست

چونکہ یہ روحانی نظارہ عجیب پُر لطف و بابیبت و عظمت تھا اس لیے قلم بند کرلیا گیا اور بطور شہادت کے لکھا گیا ہے۔اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُولِ حَیَاتِھِم آمین۔

(اخبار”فاروق“ 10فروری 1916ء)

آپؓ حیدرآباد جماعت کے پہلے امیر تھے، آپؓ نے اس کی تنظیم نو میں بہت محنت کی اور اہل جماعت کو اکٹھا کرکے مرکز سلسلہ کے ساتھ رابطہ رکھا اور اپنے نیک اور پاکیزہ نمونے سے عمدہ اثر قائم کیا،ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

”حیدرآباد دکن میں جناب سید محمد سعیدؓ کی کوشش اور سرگرمی عمدہ نتائج پیدا کر رہی ہے، سید صاحبؓ تبلیغِ حق میں بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں اور ڈیڑھ سو کے قریب آدمی صرف ان کی مساعی جمیلہ سے اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔....اُمید ہے کہ میر صاحب موصوف کی یہ کوششیں دینی ترقی کا موجب ہوں گی۔“

(الحکم 31 جولائی 1899ء)

جب قادیان میں دینیات کی شاخ کھولی گئی اور یہ تحریک کی گئی کہ ہونہار طلبہ کو اس شاخ میں تعلیم کی غرض سے قادیان بھیجا جائے۔ حضرت میر محمد سعید رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس مرکزی تحریک پر عمل درآمد پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے ایڈیٹر اخبار الحکم نے لکھا۔

” گزشتہ اشاعت کے بعد جو صدا شاخ دینیات کے اجراء اور اُس میں مستعد، ذکی اور متدیّن طالب علموں کے بھیجے جانے کے متعلق ہمارے کان میں پہنچی ہے،وہ حیدرآباد دکن سے آئی ہے۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مولانا میر محمد سعیدؓ جس کا نام نامی ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم کے کالموں میں چھپا ہے حیدرآباد کی انجمن اتحاد اسلامی کی طرف سے دارالامان کی شاخ دینیات میں ایسے اصول پر جو ہم نے اس شاخ کے اجراء کے متعلق شائع کیا تھا بغرض تعلیم آئیں گے۔ مولانا سید محمد سعیدؓ حیدرآباد کے مشاہیر علماء میں سے ہیں۔ان کے چہرہ سے رشد و سعادت کے آثار نمایاں ہیں اور یہ ان کی ہی ہمتِ وسیع کا نتیجہ ہے کہ حیدرآباد میں باقاعدہ انجمن قائم کی گئی ہے، ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ ایسے ہی لوگ اس دینیات کی شاخ میں آئیں جو بہت جلد طیار ہوکر کام کرنے لگیں۔“

(الحکم 10 جون 1900ء)

خلافتِ اولیٰ میں قادیان میں مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارتیں بنانے کی تحریک کی گئی۔اس سلسلے میں بھی میر صاحبؓ نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا۔چنانچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ماہوار رپورٹ بابت ماہ فروری 1913ء میں لکھا ہے۔

”جناب مولوی محمد سعیدؓ اوّل مدرس حیدرآباد نے گرد و نواح میں دورہ کر کے چندہ عمارت کے لئے نو سو روپیہ جمع کر کے ارسال فرمایا ہے اور ابھی اور بھیجنے کی اُمید دلائی ہے۔ اگر اور احباب بھی مولوی صاحبؓ کی تقلید کریں اور ہمت بلند کر کے سفر کی تکلیف گوارہ فرماویں تو ان شاء اللہ تعالیٰ کام جلد مکمل ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے۔“

(ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ 1913ء)

مرکز سلسلہ سے آنے والے مہمانان کی خدمت اور ان کی ضیافت میں کوئی کمی نہ چھوڑتے، حیدرآباد دکن کی پرانی رپورٹوں میں آپؓ کی مخلصانہ خدمات کا ذکر ملتا ہے، حضرت مفتی محمد صادقؓ نے الفضل 23جون 1915ء اور حضرت عبدالرحیم نیرؓ نے 31دسمبر 1918ء میں اپنے دورہ حیدرآباد دکن کی رپورٹوں میں آپؓ کے اخلاص کا ذکر بھی کیا ہے۔1921ء میں آپؓ حج کے لیے تشریف لے گئے اس سفر میں ادائیگی حج کے بعد آپؓ کا دوسرا ارادہ سر زمین عرب میں تبلیغ احمدیت کا تھا، روانگی سے قبل آپؓ نے احباب جماعت کے نام ایک دعائیہ پیغام اخبار الفضل میں شائع کرایا۔

(الفضل 12مئی 1921ء)

اخبار ”بدر“ 29جون 1911ء میں شائع شدہ اپنی بیٹی کی رخصتی کے موقع پر آپؓ کی نصائح بھی آپؓ کی دینداری اور تقویٰ کا ثبوت دیتی ہیں۔ آپؓ نے 20اکتوبر 1924ء کو حیدرآباد دکن میں ہی وفات پائی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتدائی موصیان میں سے تھے وصیت نمبر 806تھا۔ الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:”.....احباب اس بزرگِ ملت کا جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔ حضرت مولوی صاحب مرحومؓ نہایت مخلص اور مسیح موعودؑ کے قدیم صحابہؓ میں سے تھے۔تبلیغِ احمدیت کا نہایت شوق اور اعلیٰ ملکہ تھا باوجود پیرانہ سالی کے ہمہ تن اس میں مصروف رہتے۔ حیدرآباد کی مخلص اور پُرجوش جماعت کا بڑا حصہ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے، خدا تعالیٰ انہیں مدارجِ عالیہ عطا فرمائے اور آغوشِ رحمت میں جگہ دے۔

(الفضل 30/اکتوبر 1924ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 26دسمبر 1924ء بروز جمعۃالمبارک بعد از نماز جمعہ اپنی حرمِ محترم حضرت صاحبزادی سیدہ امۃالحئی بیگمؓ کے جنازہ کے ساتھ آپؓ کا جنازہ غائب بھی پڑھایا۔

آپؓ کی اہلیہ محترمہ کا نام حضرت فخرالنساء بیگم تھا۔وہ بھی آپؓ کی طرح احمدیت سے اخلاص و وفا کا رشتہ رکھنے والی خاتون تھیں۔

(الفضل یکم اگست 1936ء)

****

23۔اپریل 2020ءکو حضور انور ایدہ اللہ کے عالمگیر پیغام سے متاثر ہو کر

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا کیا دیکھا
بستے شہروں کو بنتے صحرا دیکھا
آسماں وہی زمیں وہی مگر اک بلا
قیامت صغریٰ کا سا سما دیکھا
قرنطینہ جو ہوئی میسر سب کو
ہر بشر کو بس مانگتے دعا دیکھا
خلوت میں جلوت کا عجیب نمونہ
امن کے شہزادے کو آج تنہا دیکھا
ہزاروں میل دور مسکن ہے اس کا مگر
ہر احمدی کے دلوں میں بستا دیکھا
وہ ہم کلام تھا آج تھے دل منتظر
اپنے سب غم چھپائے مطمئن سا دیکھا
تاریخ کے واقعات بیان کر رہا تھا یوں
گویا نئے نکات کا در کھلا دیکھا
مرد خدا کہتا ہے ہو جاؤ سوار کشتی نوح پر
مسیح کی تعلیم پر کرو عمل اس کو دوا دیکھا
کہتا ہے محبت سے کہ دعائیں بس دعائیں کرو
نسخہ ہے کیمیا ہر کام کو اس سے بنا دیکھا
شفقتیں محبتیں دعائیں بانٹتا ہے وہ
اپنوں غیروں کو اس پہ فدا دیکھا
خدا کی راہ وہ دکھائے جب
باندھتے ہوئے عہد وفا دیکھا
سمعنا و اطعنا میں قدسیہ نوید یہی
اس میں ہی وحدت کا ارتقا دیکھا

نصرت قدسیہ وسیم۔ فرانس

ریاض احمد ملک

مکرم ملک مبارک احمد آف دوالمیال

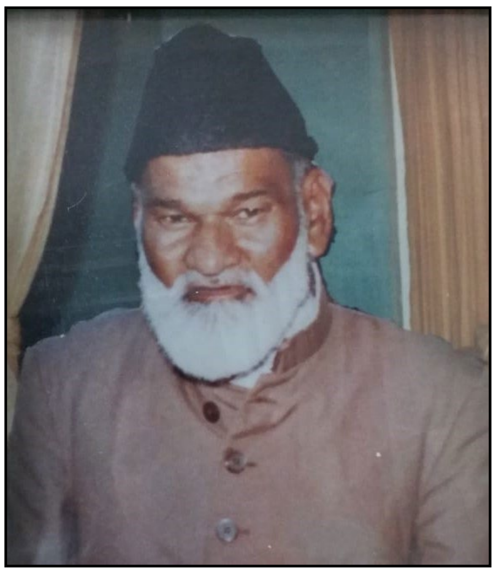

کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ ضلع چکوال(سابقہ ضلع جہلم) کوہستان نمک کے پہاڑوں میں اعوانوں کی بستی، قادیان سے سینکڑوں میل مسافت پر 70 سے زائد صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کا گاؤں دوالمیال، جس کے صحابہ نے 1929ء میں احمدیہ دارالذکر دوالمیال میں منارۃ المسیح کی طرز کا مینار صرف حضرت مسیح موعودؑ سے عشق کی مثال قائم کرتے ہوئے تعمیر کر دکھایا۔ان صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی دعاؤں کے سنگ اپنے ہاتھوں سے مزدوری کر کے ناممکن کو ممکن کر دکھاتے ہوئے اس کو دو سال کی شب و روزمحنت سے پایہ تکمیل تک پہنچایا اورعلاقہ بھر میں احمدیت کی بنا ڈالی۔ حضرت عبدالصمدؓ نے جب حضرت مسیح موعودؑ ، مولوی کرم دین بھیں کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لائے تھے اس وقت بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے ۔ یہ ان کا احمدیت سے والہانہ عشق کا ثبوت تھا کہ ان کے پوتے نے جب پرائمری پاس کی تو اس دس گیارہ سال کے بچے کو حصولِ علم کی خاطر قادیان بھیج دیا ۔ تا کہ وہ احمدیت کی تعلیم کے زیور سے منور ہو کر آئے اور اس پہاڑی علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ کا بیڑا اٹھائے۔ اس وقت کون سوچ سکتا تھا کہ یہ ایک ننھا منا سا بچہ ملک مبارک احمدحضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کی بدولت اور اپنی دن رات محنت سے احمدیت کے نور سے منور ہو کر آسمانِ احمدیت میں ایک روشن ستارہ بن کر چمکے گااور اپنے آباؤ اجداد کی طرح دوالمیال کا نام روشن کرے گا۔ جو تحصیلِ علم کے بعد ایک جید عالم،عربی دان، اور ہر دلعزیز پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ ہو گا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی پہلی دعا کے مصداق شہرت کی منازل طے کرتا ہوا حضرت مصلح موعودؓ کے سفرِ یورپ میں ان کا ہمسفر ہونے کی سعادت حاصل کرے گا۔دمشق اور حلب کے رسائل میں اس کے عربی مضامین کی اشاعت سے اس کی عربی دانی کے چرچے ہوں گے۔شام کی یونیورسٹیوں اور الازہر یونیورسٹی سے تعلیم کی پیاس بجھاکر عربی کے رسالہ ’’البشریٰ‘‘ کا مدیر بن کرسلسلہ احمدیہ کی خدمت میں اپنا تن من لٹا دے گا۔سلسلہ احمدیہ کی کتب کے عربی تراجم سے حضرت مصلح موعودؓ کی آنکھ کا تارا بن جائے گا۔’’المہدی الحقانی‘‘اور’’حیاتِ احمد‘‘جیسی گراں قدر کتب عربی میں تالیف کر کے احمدیت کی تعلیم کو بلادِ عرب میں پہنچانے میں اپنا منفرد کردار اد کرے گا۔اس کے شاگرد دنیا کے کونے کونے میں پھیل کراحمدیت کے نور کو پھلائیں گے۔

خاندان اور تعلیم

حضرت مولوی مبارک احمدؓ نے دوالمیال میں1922ء میں ایسے احمدی گھر میں جنم لیا۔جس میں آپ کے دادا حضرت عبدالصمدؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ، آپ کے نانا حضرت میراں بخشؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ،والدہ حفصہ بی بیؓ صحابیہ حضرت مسیح موعودؑ،آپ کے والد قاضی عبدالرحمٰن جن کو دوسرے امیر جماعتِ احمدیہ دوالمیال کی حیثیت سے طویل عرصہ سلسلہ کی خدمت کا موقع نصیب ہوا اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے گورنمنٹ پرائمری سکول دوالمیال سے جماعت چہارم تک تعلیم حاصل کی۔پھر آپ اور آپ کے چچا زاد بھائی مکرم ملک محمد شفیع کو آپ کے والد مکرم قاضی عبدالرحمٰن لے کر عازمِ قادیان ہوئے۔

قادیان پہنچنے پر سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کی۔ آپ کے والدنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے دعاکی درخواست کی ۔ اسی دعا کی بدولت مکرم ملک مبارک احمد عروج کی منازل طے کرتے رہے۔ مکرم ملک مبارک احمد نے مدرسہ احمدیہ قادیان سے تعلیم مکمل کی اور پھر جامعہ احمدیہ قادیان سے شاہد کی ڈگری اور 1943ء میں مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی یوں 21 سال کی عمر میں آپ نےاپنے آپ کو وقفِ زندگی کرنے والوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔آپ کی شادی 1945ء میں مکرمہ ذکیہ بیگم دختر حضرت حافظ غلام رسول وزیر آبادیؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ سے ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو2 بیٹوں مکرم ملک مظفر احمد، ملک منور احمد اور6 بیٹیوں، مکرمہ امۃ الہادی،مکرمہ امۃالنصیر، مکرمہ امۃ الکافی،مکرمہ امۃ الباسط،مکرمہ امۃ الرحمٰن اور مکرمہ حمامۃالبشریٰ سے نوازا تھا۔اللہ کے فضل سے ان کی سب اولادیں سلسلہ کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں ۔

خدماتِ سلسلہ احمدیہ

آپ37 سال تک سلسلہ احمدیہ کی شب وروز خدمت میں مصروفِ عمل رہے،1948ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور استاد تعینات اور 1982ء میں ریٹائر ہوئے۔ریٹائر ہونے کے بعد بھی دمِ آخر تک کسی نہ کسی رنگ میں احمدیت کی خدمت کرتے رہے۔ دسمبر1985ء تا دسمبر 1986ء قائم مقام پرنسپل جامعہ احمدیہ کی حیثیت سے فرائض سر انجام دینے کا موقع ملا۔ 5 اپریل 1965ء ممبر مجلس افتاء کی حیثیت سے نامزدگی اور پھر تا حیات نامزدگی ہونے پر اس خدمت کو سر انجام دیا۔ممبر سٹینڈنگ کمیٹی صد سالہ منصوبہ کی حیثیت سے بھی خدمت کا موقع ملا۔

(الفضل 11 نومبر2016ء)

علمی و ادبی خدمات

’’المہدی الحقانی‘‘یہ کتاب1977ء میں شائع ہوئی، اس کتاب کو آپ نے مفتی محمود کی کتاب کے جواب میں تحریر کیا۔’حیاتِ احمد‘ یہ کتاب سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر لکھی گئی۔

1959ءتا1961ء جامعہ احمدیہ ربوہ سے شائع ہونے والا عربی رسالہ ’’البشریٰ‘‘کے مدیر رہے۔ مئی 1959ء میں جب پہلا شمارہ شائع ہوا تو اس کو حضرت مصلح موعودؓ ، حضرت مرزا بشیر احمدؓ اور چوہدری سرظفراللہ خان سے بہت پذیرائی ملی اور اس کے معیار کو بہت سراہا گیا۔دارالاقامہ کے سپریٹنڈنٹ کے فرائض سر انجام دینے کا بھی موقع ملا۔

مکرم ملک مبارک احمد نے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصنیف ’’سیرتِ ابدال‘‘کو بھی پڑھایا جس کے متعلق مکرم محمد دین ناز بیان کرتے ہیں۔محترم صاحبزادہ مرزا انیس احمد کی تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’’ سیرتِ ابدال‘‘ کا ترجمہ کیا۔اساتذہ اور طلباء جامعہ احمدیہ و دیگر دلچسپی لینے والے احباب کو خصوصی کلاس کی شکل میں لمبا عرصہ، بعد از نماز عصر پڑھاتے رہے۔ہر لفظ کو لغوی اعتبار سے حل کر کے آسان لفظوں میں سمجھاتے تھے۔اس کلاس میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے بھی چند یوم شمولیت اختیار فرمائی۔

آپ نے ہماری تعلیم،دعوۃ الامیر، سیرِ روحانی،سیرتِ طیبہ،مسئلہِ قادیانیت کا جواب المودودی فی المیزان اور تفسیرِ کبیر سورہ فاتحہ اور سورہ مریم کا عربی ترجمہ کر کے جماعتِ احمدیہ کی خدمت سر انجام دی۔

بچپن کا ایک واقعہ

ملک مبارک احمد کی دختر مکرمہ امۃ الکافی نے آپ کے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایاکہ وقف کے بارے میں ہماری دادی ذکر کرتی ہیں کہ ایک دفعہ قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر عورتوں کی ملاقات حضرت اماں جان سے ہونی تھی، میں بھی مبارک احمد کو جو دو سال کے تھے لے کر گئی۔ ملاقات کے بعد جب میں مبارک احمد کو اٹھانے کے لئے جھکی تو مبارک احمد نے کہا ’’میں ایتھے ‘‘ یعنی میں نے یہیں رہنا ہے جانا نہیں۔اس پر حضرت اماں جان نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا بیٹا ابھی نہیں جب بڑے ہو جاؤ گے تو یہیں آناحضرت اماں جان کے منہ سے نکلی ہوئی یہ بات اس طرح پوری ہوئی کہ آپ کے خاندان میں بلکہ دوالمیال بھر میں سے سب سے پہلے صرف ابا جان کو ہی یہ موقع نصیب ہواکہ وہ قادیان میں جا کر تعلیم حاصل کریں اور پھر زندگی وقف کر کے خدمتِ دین کریں۔آپ ابھی دس سال کے ہی تھے کہ آپ کے والدمکرم قاضی عبدالرحمٰن آپ کو قادیان لے گئے اور مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروا دیا۔آپ نے وہاں ہوسٹل میں رہ کر میٹرک کیا اور اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وقفِ زندگی کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے خود ہی اپنی زندگی وقف کر دی اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔۔

مکرم ملک مبارک احمد کے زخمی ہونے کا واقعہ

آپ کے ہمعصر آپ کے ہم جماعت ملک محمد شفیع ساکن جو مکرم ملک مبارک احمد کے ساتھ قادیان مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں یہ واقعہ بتایا کہ ہم دونوں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہو گئے ۔ ہم دونوں دیہاتی تھے پہلی دفعہ گھر سے نکلے تھے، بہت دور پہاڑی علاقہ سے گئے ہوئے تھے۔ ہم اپنے گاؤں دوالمیال میں کنوؤں میں سے پانی نکالنے کے لئے ایک ڈول کو رسی سے باندھ کر، پھینک کر ہاتھ سے رسی کو کھینچتے تھے ،وہاں قادیان میں مدرسہ احمدیہ بورڈنگ میں پانی نکالنے کے لئے کنویں کے اوپر چرخی (گھرنی) لگی ہوئی تھی۔ جو ہم دونوں کے لئے بالکل نئی تھی۔ باقی سب لڑکے تو ماہر تھے وہ بڑی جلدی جلدی گھرنی کو گھماتے تھے اور ڈول نکال لیتے تھے۔ ہم دونوں دیکھتے رہے ۔جب ملک مبارک احمد کی باری آئی تو چونکہ ہمیں اس کو چلانے کا طریقہ معلوم نہ تھا۔جب اس کو جلدی سے ملک مبارک احمد نے چھوڑا تو پکڑنے والی ہتھی (جس کو پکڑ کرگھرنی کو چلاتے تھے) ان کی پیشانی پر لگی اورپیشانی پر زخم آگیا۔ہم دونوں بہت گھبرائے، جب ان کا خون بہت زیادہ بہنے لگا تو ہماری پریشانی بہت بڑھ گئی۔اس وقت شیخ عبدالرحمٰن مدرسہ احمدیہ قادیان کی ہیڈ ماسٹر تھے۔ باقی دوستوں کی مدد سے کچھ ہمت کر کے انہیں میں نور ہسپتال قادیان لے گیااورمرہم پٹی کروائی۔ یہ ہمارا پہلا خیر مقدم تھا، تکلیفوں اور دکھوں میں انسان کے اندر کے جذبات و

احساسات کو تقویت کا روپ ملتا ہے اور خوداعتمادی بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح سونا آگ میں پڑ کر کُندن بن جاتا ہے ۔ ہم نے ہمت نہ ہاری اور مدرسہ کے ماحول میں اپنے آپ کو ڈھال لیا اور دل لگا کر اپنے مقصد کے حصول کے لئے کمر باندھ لی اور تعلیم جاری رکھی ۔ لیکن افسوس کہ مکرم ملک محمد شفیع بوجہ ٹائیفائید اپنی تعلیم قادیان میں مکمل نہ کر سکے اور واپس دوالمیال آ گئے اور تعلیم کا سلسلہ اپنے گاؤں میں ہی مکمل کیا۔

پابندیِ نماز کے متعلق واقعہ

آپ پنجوقتہ نماز کے خود بھی پابند تھے اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ پنجوقتہ نماز ادا کرنے کی ہمیشہ نہ صرف تلقین کیا کرتے تھے بلکہ روزانہ سب سے اس کی باز پرس ہوا کرتی تھی۔ مکرم ملک مظفر احمد پسر ملک مبارک احمد ایک واقعہ اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ ابا جی وفات کے بعد میری خواب میں آئے تو میں سائیکل پر کہیں جا رہا تھا تو ابا جی نے مجھے کہا کہ کیا مظفر تم نے نماز پڑھ لی ہے ۔ پس ان کی موت کے بعد بھی انہیں نماز کی فکر تھی۔

وفات اور تجہیز و تکفین

مکرم ملک مبارک احمد 23 ستمبر 1988ء کو 66 سال کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے آپ کا وصیت نمبر 14281 اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم ملک مبارک احمد کی وفات کے موقع پر آپ کی سلسلہ احمدیہ کی گراں قدر خدمات کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔ ’’ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ عربی ادب پر پورا عبور تھا۔ تراجم اور مضامین ان کی یاد ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ سلسلہ کے لئے نہایت مفید وجود تھے۔ ان کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔‘‘

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم ملک مبارک احمد کو جنتِ فردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

یہ دوالمیال کی خوش نصیبی ہے اور دوالمیال کو فخر ہے کہ اتنا بڑا عالم دوالمیال کی سرزمین نے پیدا کیا ۔ دعا ہے کہ دوالمیال آئندہ بھی ایسے گراں قدر لوگ پیدا کر کے دین کی خدمت میں آگے آگے رہے آمین۔ ملک مبارک احمد نہایت نفیس اور صفائی پسند تھے ہمیشہ صاف ستھرا لباس زیبِ تن رکھا۔

ملک منور احمد پسر ملک مبارک احمد نے اس واقعہ کو بیان فرمایا کہ آپ کی وفات کے بعد جب آپ کو غسل دینے کا وقت آیا ۔ تو ایک مزدور جس کے ہاتھ سخت میلے اور صاف نہ تھے اس کو بلایا گیا غسل دینے کے لئے۔ میری جب اس کے میلے ہاتھوں پر نظر پڑی تو میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے پوچھا کہ تمہاری غسل دینے کی مزدوری کتنی طے ہوئی ہے ۔ میں نے اس کی مزدوری دے کر واپس کر دیا۔اس وقت مکرم محمد دین ناز اور مکرم میر محمود احمد بھی وہاں موجود تھے، تو میں نے انہیں کہا کہ میرے والد صاحب نے ساری عمر صاف رہنے کی کوشش کی اور سب کو صاف ستھرا رہنے کی تلقین کرتے رہے تو اب میں نہیں چاہتا تھا کہ ان گندے ہاتھوں سے انہیں غسل دیا جائے۔ اس کے بعد میں نے خود اپنے والد صاحب کو اپنے ہاتھوں سے غسل دینے کا فریضہ ادا کیا۔

خلافت سے اطاعت و محبت

مکرم ملک مبارک احمد میں خلافت سے گہری محبت اور اطاعت کا منفرد جذبہ تھا۔ خلیفہ وقت کے تمام احکامات پر سر تسلیم خم کرتے اوران کو بغیر تاخیر کے بجا لانے میں فخر محسوس کرتے۔آپ کے صاحبزادے مکرم ملک مظفر احمد نے آپ کے متعلق بتایا۔ایک دفعہ میں نے کہا کہ ابا جان آپ جامعہ کے قائم مقام پرنسپل بن گئے ہیں تو نہایت انکساری سے جواب دیا کہ ہاں مجھے یہ ذمہ داری ملی ہے میں تو وقفِ زندگی ہوں۔اگر حضور کی طرف سے ارشاد ہو کہ کل صبح میں فضلِ عمر ہسپتال میں خاک روب کا کام شروع کر دوں تو میں اس حالت میں بغیر کسی چون و چراں کام شروع کر دوں گا۔ یہ ان کی مثالی اطاعت کا جذبہ تھا ۔

آپ کی خدمات۔اہلِ خانہ،دانشوروں اور علماء کی نظر میں

ملک بشارت احمد برادر ملک مبارک احمد ایک خط میں مکرم ملک صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں ملک صاحب مرحوم نے باپ اور ماں کی طرف سے ایک نہایت نیک خاندان میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی۔انہوں نے اس نیکی کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اپنی نیکی اور حسنِ اخلاق اور حسنِ معاشرت کی وجہ سے بہت بڑھایا ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے خاندان کے سب چھوٹے بڑوں پر اپنے فضل کا سایہ رکھے اور ہمیں آباؤ اجداد کے نیک اعمال کا وارث بنائے آمین۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 2نومبر 2000ء)

مکرم یعقوب احمد کھاریاں نے اپنے استادِ گرامی مکرم ملک مبارک احمد کو ان الفاظ میں ہدیہِ تبریک پیش کیا ہے۔ملک صاحب موصوف کا جسمانی تعلق اگرچہ جہلم کی سنگلاخ زمین کے گاؤں دوالمیال سے تھا۔ مگر ان کا مزا ج نہایت ملائم اور شفقت سے پُر تھا۔خاکسار نے ان کو کبھی غصے کی حالت میں نہیں دیکھا تھا۔جب دیکھا و ہ سراپاِ شفقت و رحمت ہی نظر آئے۔طبیعت میں انکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔آہ ! وہ قیمتی وجود جو فی الحقیقت استادِ معانی اور دریائے فصاحت تھا۔وہ آج کہاں مل سکتا ہے۔ اللہ ان کو جوارِ رحمت میں جنتِ فردوس میں اتارے اوران کے علمی ورثے کو زندہ رکھنے والی توفیق عطا فرمائے۔ان کے عزیزان و پسماندگان کوصبرِ جمیل سے اس کوہِ غم کو برداشت کرنے کی طاقت دے ۔آمین

(الفضل 29 نومبر 1988ء)

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی نے اپنے ایک مضمون’’جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کے اہم مقامات ‘‘ میں دوالمیال اور ملک مبارک احمد کے بارے میں یوں تحریر فرمایا ’احمدیت کے تعلق میں دوالمیال بھی بڑا اہم گاؤں ہے۔ یہاں کی جماعت تو پُرانی اور مخلص ہے۔ مکرم ملک مبارک احمد ایڈیٹر البشریٰ جیسا عربی دان عالم اس خاک سے اٹھا......یہ جو جہلم سے اوپر کا علاقہ ہے مارشل علاقہ سمجھا جاتا ہے۔ احمدی جرنیلوں میں سے جنرل نذیر احمد ملک اسی علاقہ (دوالمیال) سے تھے۔

(الفضل 3۔اکتوبر 1996ء)

ملک مبارک احمد کی خلافت سے گہری وابستگی تھی

آپ کے داماد مکرم عبدالحلیم مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں۔ جماعتی کاموں کو مقدم رکھنااور دیگر کاموں کوثانوی حیثیت دینا ملک مبارک احمد کا خاص وصف تھا۔ خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہنااور دوسرے تمام کاموں کو چھوڑ دینا یہ بھی آپ کا طُرہ امتیاز تھا۔

آپ کے شاگرد مکرم ملک جمیل الرحمٰن رفیق نے اپنے استادِ محترم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہو ئے ارشاد فرمایا۔ہمیں ملک مبارک احمد سے انشاء اور عربی کا کچھ حصہ پڑھنے کا موقع ملا ،ہم کو وہ نہایت شفقت سے پڑھاتے تھے۔

آپ کے شاگرد مکرم راجہ منیر احمد نے آپ کے بارہ میں اپنے تاثرات میں بتایاکہ مکرم ملک مبارک احمد کا تمام طلباء سے شفقت و محبت کا سلوک تھا۔عربی زبان پر مکمل عبور اور عربی ادب کا گہرا مطالعہ تھا۔آپ سے تفسیر الکشاف کا کچھ حصہ پڑھنے کی سعادت ملی۔خاکسار کے ساتھ بوجہ ایک ہی علاقہ سے تعلق ہونے کی وجہ سے نہایت ہی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔

آپ کے ایک اور شاگرد مکرم خوشی محمد شاکر نے اپنے استادِ گرامی کے بارے میں بتایا کہ میرے نزدیک مکرم مبارک احمد ان عظیم ہستیوں میں سے تھے جن کا شمار نیک ، صالح، بے ضرر، بے لوث خدمت کرنے والوں میں ہوتا ہے ۔آپ ہنستے ہوئے کلاس میں آتے تھے اور ہنستے ہوئے ہی کلاس سے جاتے تھے۔

مکرم ظفراللہ خان طاہر وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ نے بتایا۔محترم ملک مبارک احمد ہمارے عربی کے استاد تھے۔آپ عربی کے بلند پایا عالم تھے۔جب بھی آپ سے رہنمائی کی درخواست کی آپ نے بڑی محنت سے رہنمائی کی۔ آپ کو محنت کی بہت عادت تھی ، گھنٹوں مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔

آپ کے تلمیذ مکرم حنیف محمود نے بتایا ’’ بعض اساتذہ اپنے کردار، شخصیت اور علم و فضل کی وجہ سے دوسرے اساتذہ سے الگ مقام رکھتے ہیں اور طلباء سے شفقت سے پیش آنے کی وجہ سے طلباء کے دلوں میں جگہ بناتے ہیں انہیں میں مکرم و محترم پروفیسر ملک مبارک احمدصاحب کا نام آتا ہے۔‘‘

بچوں کی تربیت اورحسنِ سلوک

بچوں کی تربیت اورحسنِ سلوک کے سلسلہ میں آپ کے شاگردمکرم نوید سعید نے بیان کیا ۔ ’’ ملک مبارک احمد حضور کی اطاعت میں برکت سمجھتے تھے۔بچوں اور اہلِ خانہ کی تربیت اس رنگ میں کی کہ ان کا ہر بچہ خدمتِ دین میں مصروفِ عمل ہے اور خلافت سی ہمہ وقت منسلک ہے‘‘

مکرم محمد دین ناز جو ملک مبارک احمد صاحب کی ہمسائیگی میں کئی سال رہے وہ بیان کرتے ہیں۔’’ ملک مبارک احمد کا اہلِ خانہ اور بچوں کے ساتھ سلوک معیاری تھا۔آپ ان کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔‘‘

آپ کی بیٹی مکرمہ حمامۃ البشریٰ اہلیہ مکرم عبدالحلیم بیان کرتی ہیں۔ ’’ہم 8 بہن بھائیوں کی بڑے اچھے طریق سے ہمارے والد محترم نے تربیت کی۔انتہائی کسمپُرسی کی حالت میں گزارا کرنا اور خوش رہنا انہوں نے ہی ہمیں سکھایا۔‘‘

آپ کی صاحبزادی امۃ الہادی اہلیہ عبدالرشید نے بتایا ’’ آپ کا لہجہ بہت منفرد تھا۔تمام بچوں سے بہت مشفقانہ سلوک کرتے تھے۔نمازوں کی طرف بہت زیادہ زور دیا کرتے تھے۔میرے بچوں سے نہایت محبت و شفقت کا سلوک تھا‘‘

آپ کی دُختر مکرمہ امۃ الباسط(کینیڈا) اپنے والد صاحب کے عمدہ حسنِ سلوک کے بارے میں بیان کرتی ہیں ۔ ’’ آپ ہماری پڑھائی میں بہت مد ومددگار رہے۔جب میرا داخلہ زرعی یونیورسٹی لاہور میں ہوا تو مجھے یاد ہے جب میں پہلی دفعہ ہوسٹل میں رہنے کے لئے جانے لگی تو ابا جان بڑی دعاؤں کے ساتھ مجھے خود چھوڑنے گئے اور بہت نصیحتیں بھی کیں۔‘‘

مکرم ملک منور احمد پسر ملک مبارک احمد نے بتایا ۔’’ابا جان بہت نفاست پسند تھے۔خود بھی صاف کپڑے پہنتے اور ہمیں بھی صاف کپڑے پہننے کی تلقین کرتے۔ ان کی دعائیں آج بھی مجھ پرسایہ فگن ہیں۔ مجھے ان کے اصول زندگی میں کامیابی کی جانب گامزن لئے پھرتے ہیں۔‘‘

عربی کے جید عالم

آپ کی صاحبزادی مکرمہ حمامۃ البشریٰ بیان کرتی ہیں ۔ ’’ ابا جان کوعربی زبان سیکھنے میں بہت دلچسپی تھی اور دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش مجھے کسی عرب ملک میں جاکر عربی سیکھنے کا موقع ملے۔ ابا جان کی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں پورا کیا کہ

حضرت مصلح موعودؓ نے خود ہی میرے ابا جی کا نام عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے تجویز فرمایا ۔ پارٹیشن کے بعد 1951ء میں ابا جان کوعربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے دمشق(شام) بھجوا دیا گیا۔الازہر یونیورسٹی میں 3سال کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد واپس تشریف لائے اور جامعہ احمدیہ میں عربی زبان کے صرف و نحو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔‘‘ (الفضل 6۔اگست 2014ء)

مکرم ملک مظفر احمد صاحبزادہ ملک مبارک احمد نے اپنے بیان میں بتایا۔ ’’پروفیسر چوہدری سلطان اکبر بیان کرتے ہیں کہ تعلیم الاسلام کالج میں پنجاب یونیورسٹی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ نے آنا تھا۔تو پروفیسر صاحب نے ملک مبارک احمد کوکہا کہ سپاس نامہ لکھ کر دیں۔ جب انہوں نے سپاس نامہ پڑھا تو ابا جی کو بلایا اور بہت تعریف کی اور کہا کہ میں پنجاب کے سارے کالجز میں گیا ہوں مگر ایسا سپاس نامہ میں نے کہیں نہیں پڑھا۔‘‘

آپ نے مزید بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے1980ء کی مجلسِ شوریٰ میں ابا جی کا ذکر فرمایا تھا۔اس کے ا صل راوی مولانا قریشی محمد انور ہیں کہ عرب ممالک سے خطوط آتے تھے تو حضور ان کو ملک مبارک احمد کے پاس بھجواتے تھے اور انہیں ان خطوط کا جواب لکھنے کا ارشاد فرماتے تو ابا جی کو یہ سعادت بھی حاصل ہے۔اس خط و کتابت کے دوران ایک عرب سردار نے حضور کو لکھاکہ آپ کے پاس اتنے اچھے عرب عربی لکھنے والے موجود ہیں تو حضور نے بتایا یہ تو عجمی ہے عربی نہیں تو ان کو بہت تعجب ہوا۔

مکرم پروفیسر راجہ نصراللہ خان بیان کرتے ہیں۔’’کالج کے زمانے کی بات ہے کہ تعلیم الاسلام میں تعطیلات گرما ہوئیں اور میں اپنے آبائی گاؤں ڈلوال چلا گیا۔اس دوران نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے دوالمیال حاضر ہوا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد محترم قاضی عبدالرحمٰن امیر جماعت احمدیہ دوالمیال معمول کے مطابق خاکسار کو اپنے گھر آرام کے لئے لے گئے۔ان دنوں ان کے صاحبزادے محترم ملک مبارک احمد استاد جامعہ احمدیہ ربوہ بھی دوالمیال میں قیام فرما تھے۔مکرم قاضی عبدالرحمٰن بڑے اکرام کے ساتھ مولوی کہہ کے پکارتے تھے۔ ان میں بچپن ہی سے یہ خصوصیت تھی کہ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ دینی تعلیم کی طرف توجہ اور شوق تھا۔اکثر احباب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک مبارک احمدنے عربی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور جامعہ احمدیہ میں عربی استاد مقرر ہوئے ۔حضرت مصلح موعودؓ جب 1955ء میں بغرضِ علاج یورپ تشریف لے گئے تو ملک مبارک احمد کو بھی ان کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔آپ نے عربی زبان میں بھی مہارت حاصل کی اور ترجمہ کے میدان میں بھی آپ کو جماعت کی گرانقدر خدمات کی توفیق ملی۔‘‘ (الفضل15نومبر 2007ء)

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی مکرم ملک مبارک احمد کو بحیثیت عربی عالم، عربی پر عبور حاصل کرنے کر بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں۔’’عربی میں ایم اے کی کلاسیں شروع ہوئیں تو ملک مبارک احمد جامعہ احمدیہ سے وزٹنگ پروفیسر کے طور پر تشریف لائے وہ کالج کے واحد وزٹنگ پروفیسر تھے۔ سارے ملک میں ان جیسا عربی کا عالم کوئی نہ تھا۔ہم نے علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر عبدالعزیز میمن کا بہت ذکر سنا تھا۔ ہمارے ملک مبارک احمد ان سے کسی طرح کم نہ تھے ۔‘‘ (الفضل 17جنوری2013ء)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم ملک مبارک احمد کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

****

محمد عثمان شاہد

امراض متعدیہ اور احتیاطی تدابیر احکام اسلامی کی روشنی میں

آج کل جہاں کروناوائرس کی وبا ایک عالمگیر وبا کی شکل اختیار کرکے دنیا کے ہر ملک اور خطے میں اپنے پنجے گاڑ چکی ہے اور اس کے ہولناک نتائج سے جانوں کے ضیاع اور معیشت کی تباہی سے ساری دنیا پریشان ہے اور عالمی ادارہ صحت بار بار اس کی ہولناکیوں سے باخبر کرکے حکومتوں سے مناسب اقدامات کی اپیل کررہا ہے اور ظاہری لحاظ سےاس کا واحد حل اجتماعات سے اجتناب،میل جول میں کمی، Isolation اورمناسب سماجی فاصلہ قرار دیا جارہا ہے اور متعلقہ حکومتیں اس سے متعلق اقدامات اٹھا رہی ہیں تاکہ اس مہلک وبا کے خطرات سے محفوظ رہا جاسکے وہاں بعض حلقوں بالخصوص چند مذہبی گروہوں کی طرف سے نہ صرف غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے بلکہ اپنے متعلقین کو اس بات پر اکسایا جارہا ہے کہ وہ ایسے حکومتی اقدامات کو خاطر میں نہ لائیں اور اپنے اجتماعات اور مذہبی اجتماعی رسومات کو جاری رکھیں اور اس طرح یہ لوگ نہ صرف اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال رہے ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی شدید خطرے کا موجب بن رہے ہیں چنانچہ جنوبی کوریا کا ایک مخصوص معبد، ایران کی زیارت گاہیں، ملائیشیا میں ایک مخصوص مذہبی جماعت کی کانفرنس جس میں کئی ممالک کے وفود شامل تھے ،پاکستان میں رائیونڈ کا تبلیغی اجتماع اور بعداز اجتماع بھی اپنی معمول کی اجتماعی سرگرمیوں کا تسلسل اور پھر ہندوستان میں باوجود سارے ملک میں لاک ڈاؤن کے حکومتی اعلان کے دہلی کی ایک معروف درگاہ پر ایک مذہبی گروہ کے ہزاروں افراد کا غیر قانونی اجتماع اور پھر وہاں سے نکل کر سارے ملک میں پھیل کر عوام الناس میں اس وبا کے پھیلاؤ کا ذریعہ بن جانا اس جہالت اور شدت پسندی کی چند مثالیں ہیں ایسے واقعات کو اگرچہ بعض حلقوں کی جانب سے بنیاد پرستی کانام دیا جارہا ہے لیکن درحقیقت کم از کم مسلمانوں کی حد تک اسے شدت پسندی اور جہالت کا نام تودیاجاسکتا ہے بنیاد پرستی نہیں کہا جاسکتا بلکہ ایسا عمل کلیۃً بے بنیاد پرستی ہے کیونکہ یہ طرزعمل اسلام کی بنیادی تعلیمات اور احکامات کے سراسر منافی ہے اسلام نے تمام ان معاملات میں جو شریعت کے کسی صریح حکم کے خلاف نہ ہوں حکام وقت اور اولوالامر کی اطاعت فرض قرار دی ہے پس کسی بھی شخص کا انفرادی یا اجتماعی عمل جو حکومت وقت کی ہدایات کے منافی ہو غیر اسلامی اور قابل مؤاخذہ وقابل نفرین ہے مزید برآں یہ کہ اسباب اور احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم ہے اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنے سے پہلوتہی کو خودکشی کے مترادف قرادیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا خُذُواحِذرَکُم

ترجمہ: اے ایماندارو! تم اپنے بچاؤ کے سامان رکھا کرو ۔(النساء : 72)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَاَعِدُّوا لَھُم مَّا استَطَعتُم (الانفال : 61)

اور تم ان (دشمنوں) کے لئے جہاں تک ممکن ہو کچھ قوت جمع کرکے تیاری رکھو ۔

پس احتیاط اور تدبیر اختیار کرنا اور حسب مقدرت اسباب کا اختیار کرنا نہ صرف ضروری بلکہ ایک مومن کا فریضہ ہے اس مضمون کو قرآن کریم کے ایک اور مقام پر یوں واضح کیا گیا ہے

لَا تُلقُوابِاَیدِکُم اِلَی التَّھلُکَۃِ (البقرہ : 196)

کہ تم اپنے تئیں اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو۔

بیماریوں کے علاج کے حوالہ سے حدیث میں آتا ہے کہ کچھ اعرابی لوگ آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفسار کیا کہ اگر وہ بیماری میں علاج نہ کروائیں تو کیا اس کا گناہ ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَدَاوُوا عِبَادَاللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سُبحَانَہ لَم یَضَع داءَ اِلَّا وَضَعَ مَعَہُ شِفَاءَ یعنی اے اللہ کے بندو تم علاج کیا کرو کیوں کہ اللہ سبحانہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے اس کے ساتھ اس کی شفاء کے سامان بھی پیدا فرمائے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطب)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عَن اَبِی خزَامَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیتَ اَدوِیَۃَ نَتَدَاوی بِھَا وَرُقی نَستَرقِی بِھَا وَتَقی نَتَّقِیھا ھَل تَرُدّ مِن قَدرِاللّٰہِ شَیئاََ قَالَ ھِیَ مِن قَدرِاللّٰہ

حضرت ابو خزامۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جن دواؤں سے ہم علاج کرتے ہیں اور جو دم وغیرہ کرتے ہیں نیز وہ احتیاطی اور حفاظتی تدابیر جو ہم اختیار کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹلا دیتی ہیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چیزیں تو خود اللہ کی تقدیر ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب)

پھر وبائی امراض سے محفوظ رہنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک نہایت پرحکمت نصیحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔

غُطُّواالاِنَاءَ وَاَوکُواالسِّقَاءَ فَاِنَّ فِی السَّنَۃِ لَیلَۃَ یَنزِلُ فِیھَا وَبَاءُ لَایَمُرُّ بِاِنَاءِ لَیسَ عَلَیہِ غِطَاءُ اَو سِقَاءِ لَیسَ عَلَیہِ وِکَاءُ اِلّا نَزَلَ فِیہِ مِن ذٰلِکَ الوَبَاءِ

ترجمہ : برتنوں کو ڈھانپ کر رکھا کرو اور مشکیزوں کے منہ بند کردیا کرو کیوں کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے (ایک روایت میں ہے کہ ایک دن ایسا آتا ہے) جس میں وبا نازل ہوتی ہے (غالبا اس سے مراد ہے کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے اور کسی بھی وقت ایسا ہوسکتا ہے ۔ ناقل) اور وہ وبا کھلے ہوئے برتن یا مشکیزے میں سرایت کرجاتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ)

دیکھئے کتنا پر حکمت کلام ہے کہ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے جب بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کا کوئی تصور بھی موجود نہ تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ انداز میں اس طرف توجہ دلائی۔

موجودہ کرونا وائرس کی وبا کے حوالہ سے بعض نام نہاد علماء کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ یہ تو تقدیر الٰہی ہے جسے اس کا شکار ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا اور جسے بچنا ہے وہ بچ کررہے گا کسی احتیاطی تدبیر کی ضرورت نہیں ان کا جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں وضاحت سے موجود ہے جو اوپر بیان ہوچکی ہے کہ اگر بیماری تقدیر الٰہی میں سے ہے تو اس بیماری کا علاج بھی خدا کی ہی تقدیر کا حصہ ہے اس امر کی مزید وضاحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپؓ شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور مقام سرغ پر پہنچ کر آپؓ کو معلوم ہوا کہ شام میں طاعون کی وبا پھیل چکی ہے اور آپؓ کبار صحابہؓ کے مشورہ سے واپس لوٹنے لگے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کہ اَتَفِرُّ مِن قَدرِاللّٰہِ کہ کیا آپ اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کررہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اَوَغَیرُکَ قَالَھَا اے ابو عبیدہ! کاش یہ بات تیرے علاوہ کسی اورنے کہی ہوتی اورپھرفرمایا نَفِرُّ مِن قَدرِاللّٰہِ اِلیٰ قَدرِاللّٰہ کہ ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب السلام)

بعض حلقوں کی طرف سے متعدی اور وبائی امراض کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں متعدی بیماری کاتصور موجود نہیں اور یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا عَدوٰی فرماکر چھوت چھات

کی بیماریوں اور متعدی امراض کے تصور کی نفی فرمائی ہے سو واضح ہو کہ اگرچہ یہ الفاظ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہیں لیکن ان الفاظ سے مطلق نفی مراد نہیں لی جاسکتی ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں تضاد پیدا ہوگا جو قطعاً ممکن نہیں اور خود وہ حدیث جس میں لاعدوٰی کے الفاظ آئے ہیں اسی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک کوڑھی سے اس طرح دور بھاگ جاؤ جس طرح شیر کے خوف سے اس سے دور بھاگتے ہو چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ، وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ (بخاری کتاب الطب باب الجذام)

دراصل آنحضورﷺ نے متعدی امراض کی مطلقاً نفی نہیں فرمائی بلکہ یہ الفاظ فرما کر درج ذیل دو امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

کوئی بیماری بھی خواہ وہ متعدی ہو یا غیر متعدی امرو اذن الٰہی کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتی بلکہ عالم کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ارادہ الٰہی سے ہوتا ہے اور اسباب کا پیدا کرنا اور بوقت ضرورت انسان کو ان سے کام لینے کی توفیق مل جانا بھی امر الٰہی کے بغیر نہیں ہوسکتا اور اس طرح شرک سے دوری اور رجوع الیٰ اللہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور ایسے لوگوں کا رد فرمایا ہے جو ایسی بیماریوں کو خدا کی قدرت سے بالا تصور کرتے ہیں جس طرح ہندو چیچک کی بیماری کو ”ماتا“ کہہ کر خدائی کے مقام پر لا بٹھاتے ہیں۔

اس طرف بھی توجہ دلائی کہ متعدی بیماری کا خوف کہیں انسان کو ہمدردی خلائق سے نہ روک دے اور ایسا نہ ہو کہ ایسی بیماریوں میں مبتلا لوگوں سے کہیں حقارت آمیز سلوک نہ ہونے لگ جائے چنانچہ تلقین فرمائی گئی کہ ان بیماریوں سے بچاؤ کے لئے پوری احتیاط بھی کرو اور ہر ممکن تدبیر کو بھی اختیار کرو لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمدردی خلائق کا عملی جذبہ بھی قائم رہے ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” اگرچہ سوائے اذن الٰہی کے کچھ نہیں ہوتا مگر تاہم احتیاط کرنی ضروری ہے کیونکہ اس کے لئے بھی حکم ہی ہے احادیث میں جو متعدی امراض کے ایک دوسرے سے لگ جانے کی نفی ہے اس کے بھی یہی معنی ہیں ورنہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امور مشہودہ اور محسوسہ کا انکار کیا جاوے اس سے کوئی یہ نہ دھوکہ کھاوے کہ ہمارا اعتقاد قال اللہ وقال الرسول کے برخلاف ہے ہرگز نہیں بلکہ ہم تو قرآن شریف کی اس آیت پر عمل کرتے ہیں وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (ھود:114) رعایت اسباب کرنی قدیم سنت انبیاء کی ہے ۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 635)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

”یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزوں سے بچ سکتے ہو جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنا لے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی کچھ پروا نہیں کرتا خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں وہ پرہیز نہیں کرتے ....پرہیز کرو جہاں تک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خداتعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیداکرو یادرکھوکہ مردہ کی تجہیزوتکفین میں مدددینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کی طرح ہی ہے یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جوفرض ہے .....زندگی سے اس قدر پیار نہ کروکہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو وہ لوگ بھی تو گذرے ہیں جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اس کو پانی تک نہ دینے جاوے خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو بعض ملاں ایسے ہیں جنہوں نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردوں کو غسل دیا ہے اور انہیں کچھ نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے وبائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہوتووہاں سے نکل جاوے لیکن زور وشور ہوتو مت بھاگے۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 270۔271)

کرونا وائرس کی موجودہ وبا میں ماہرین صحت کی طرف سے احتیاطی تدابیر کے طور پر جو بہترین علاج بتایا جارہا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ حتّی المقدور اپنے اپنے مقامات تک محدود رہیں جسے کورنٹین Quarantine کہا جاتا ہے وبا کی صورت میں کورنٹین کے اس تصور کے بھی حقیقی مصور ہمارے سیدومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ طاعون کی وبا کی صورت میں آپﷺ نے تلقین فرمائی۔

”اِذَا سَمِعْتُم بِہٖ بِاَرْضٍ فَلَا تُقْدِمُوا اِلَیْہِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُم بِھَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْہُ“ (صحیح مسلم کتاب السلام)

یعنی جب تمہیں یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گئی ہے تو اس علاقہ میں مت جاؤ اور اگر اس علاقہ میں جہاں تم موجود ہو وہ (طاعون) پھیل جائے تو اس علاقہ سے مت نکلو ۔

کسی متعدی بیماری کے شکار مریض کے کسی اجتماعی مجلس میں نہ آنے کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی تلقین بھی فرمائی چنانچہ روایت ہے کہ ثقیف کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضرہوکر بیعت کی غرض سے آئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا کہ ان کے ساتھ ایک مجذوم شخص بھی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باہر ہی پیغام بھجوادیا ” اَنَّا قَدْ بَایَعْنَاکَ فَارْجِعْ“ کہ ہم تیری بیعت لے چکے ہیں پس تو واپس چلا جا۔
(صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم ونحوہ)

موجودہ وبا میں سماجی فاصلوں (Social Distancing) کو خاص اہمیت دی جارہی ہے اور اس حوالہ سے ایک سے دو میٹر کا باہمی فاصلہ ضروری قرار دیا جارہا ہے لیکن یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ کسی متعدی بیماری کی صورت میں سماجی فاصلہ کے اس نظریہ کا خالق بھی کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے آقاو مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔چنانچہ ” الدّلابی “ نے اپنی کتاب” الذریۃ الطاھرۃ “ میں درج ذیل روایت بیان کی ہے

” عَنْ حُسَیْنِ ابنِ عَلِیّ وَعَبْدِاللّٰہِ ابنِ عَبَّاسٍ اَنّ۔ رَّسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تُدِیْمُوا النَّظَرَ اِلَی الْمُجَذَّمِیْنَ وَمَنْ کَلَّمَھُمْ مِنْکُمْ فَلْیَکُنْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ قِیْدَ رُمْحٍ “ (الذُّرِّیَۃ الطَّاھِرَۃ روایت نمبر 160)

ترجمہ :حضرت حسین بن علی اور حضرت عبداللہ بن وباس رضی اللہ عنھم سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم مجذوموں کی طرف نظریں گاڑ کر نہ دیکھا کرو اور اگر تم میں سے کوئی شخص ان سے ہمکلام ہو تو دونوں کے درمیان ایک نیزہ کے برابر(تقریبا دو میٹر)کا فاصلہ ہو۔

مندرجہ بالا احکام قرآنی اور ارشادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روزروشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ اسباب اور تدابیر کا اختیار کرنا نہ صرف ضروری بلکہ عین اسلام ہے اس شرط کے ساتھ کہ انسان محض اپنی تدبیر پر ہی قانع نہ ہوجائے بلکہ اسباب کے اختیار کرنے کے ساتھ اس کا کامل بھروسہ اور توکل اللہ تعالیٰ پر ہو اور رجوع الی اللہ اس کا خاصہ ہو کہ مسبب الاسباب فقط اللہ ہی کی ذات ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہوجاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوسکے کیونکہ کوئی بات اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی ۔“
(ملفوظات جلد اول صفحہ 175)

اسی طرح فرماتے ہیں ۔

” خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ویرانہ کو آبادی اور آبادی کو ویرانہ بنا دیتا ہے شہر بابل کے ساتھ کیا کیا ؟ جس جگہ انسان کا منصوبہ تھا کہ آبادی ہو وہاں مشیئت ایزدی سے ویرانہ بن گیا اور الوؤں کا مسکن ہوگیا اور جس جگہ انسان چاہتا تھا کہ ویرانہ ہو وہ دنیا بھر کے لوگوں کا مرجع ہوگیا پس خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالی کو چھوڑ کر دوا اور تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کرلو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے استغفار کی کثرت کرو۔“
(ملفوظات جلد اول صفحہ 173)

مبارکہ شاہین ،جرمنی

لجنہ اماءاللہ جرمنی کی کرونا کے حوالہ سے خدمتِ خلق

جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز خدمت خلق ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے تقریباً ساری دنیا میں کرونا وائرس کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ لجنہ اماءاللہ جرمنی نے ماشاءاللہ اس میں مثالی خدمت خلق کی توفیق پائی ہے۔ لجنہ کے نیشنل شعبہ صنعت و دستکاری نے تقریباً40 ہزار سے زائد حفاظتی ماسکس تیار کرواکے جرمنی بھر میں مختلف تنظیموں، اداروں و مستحق افراد میں تقسیم کئے ہیں۔ہر پیکٹ کے ساتھ نیشنل صدر صاحبہ کا صحت کے بارہ میں نیک خواہشات پر مشتمل خط بھی لف کیا جاتا رہا۔ اس سلسلہ میں شعبہ تبلیغ اور شعبہ خدمت خلق نے بھی بھرپور مدد کی ۔ جرمنی بھر سے لجنہ ممبرات نے اس کارِخیر میں حصہ لیا، کسی نے گھر سے کپڑا دیا، کسی نے الاسٹک، کسی نے سینے کے لئے مشین مہیا کی، اور بہت سوں نے گھر بیٹھ کر سلائی کی۔ اس طرح قطرہ قطرہ کرتے ماشاءاللہ دریا بن گیا۔لجنہ اماءاللہ کی اس نیک مساعی کا ہر طرف تذکرہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں بے انتہا برکت ڈالے،اس کے شیریں ثمرات عطا فرمائےاور سب کو اپنے حفظ وآمان میں رکھے۔آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایسے نو آموز شعراء کا کلام جنہوں نے روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے حُسن میں اضافہ کے لئے اپنے قلم کو حرکت دی

دے مولا جو کُن تو شفا ہو گئی

یہ دنیا مری کیا سے کیا ہو گئی
اک دوجے سے ملنا وبا ہو گئی
ترقی میں اس کو گھمنڈ تھا بہت
پل بھر میں جیسے فنا ہو گئی
اپنی ہر اک ادا میں مکمل تھی یہ
دیکھتے دیکھتے ہی قضا ہو گئی
چار سو گویا لاشوں کے انبار ہیں
جیسے قسمت ہماری خفا ہو گئی
میرے مولا یہ بندے پشیمان ہیں
معاف کر دے جو ان سے خطا ہو گئی
تیری ہی حمد کے گُن گاتے ہیں یہ
دور کر ان سے آفت جفا ہو گئی
جان چھوڑے نہ یہ ہاتھ دھو کر پڑی
اب کرونا کی جیسے انا ہو گئی
تیرے در کے سوالی طلبگار ہیں
کہہ دے مولا جو کُن تو شفا ہو گئی

میاں کاشف نسیم

تیری نسبت سے سب ملا

کیا کروں میں تیرا تذکرہ
نہ طاقت ہے نہ ہی حوصلہ
خدا نے ہی تو ہے خود کہا
تو رحمت تو خاتم الانبیاء
تو نے مُردوں کو زندہ کیا
تو نے بیماروں کو دی شفا
تو یتیموں غریبوں کا آسرا
تیرے اوصاف سب سے جدا
تو ہے افضل و اکمل ترین
تو ہی سب سے دلنشین
تو نے دنیا کو ہے دی ھدیٰ
قرآن بھی ہے تیرا معجزہ
تیرے سبب میری کائنات
تو میرا زمین و آسماں
میں جو آباد و شاد ہوں
یہ سب کچھ ہے تیری عطا
جو بھی تجھے جان لے
تو بس پھر وہ تیرا ہوا
میری قسمت میں تھا کہاں
تیری نسبت سے سب ملا
تیرا ہی ہے فیضِ رواں
تو نے بھیجا مہدی الزماں
میری تو بس ہے یہی دعا
رہوں تیری یاد میں ڈوبا ہوا

احمد رفیق

بدرگاہ ربّ العرش العظیم

مشکل ہے پڑی ہم پر بن جا تو سہارا
ناچیز فقیروں نے ہے پھر تجھ کو پکارا
اک آہوں بھرے دل سے طالب ہوں رحم کا
دیکھوں تیری رحمت کا بھرپور نظارہ
تقدیر بدلنے پر اک تو ہی تو ہے قادر
ایک کُن سے بدل جائے گا تقدیر کا دھارا
دنیا کے بھروسے تو کسی کام نہیں ہیں
بس تیرے بھروسے پہ ہے اب اپنا گزارا
ہے سارے ہی عالم پر کرونا کی وبا پھیلی
ہر پیر و جواں اب تو اسی خوف کا مارا
کر دور وبا جلدی دے حفظ و اماں اپنی
طالب تیرے فضلوں کا عاجز ہے بیچارا

محمد اسحاق عاجز۔ لندن

28-اپریل 2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:33	18:45
مدینہ منورہ		04:28	18:49
قادیان	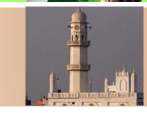	04:17	19:06
ربوہ	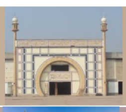	03:58	18:48
اسلام آباد ٹلفورڈ	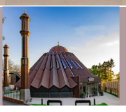	03:18	20:21